قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعرات 12 مئی 2022ء | 11 شوال 1443 ہجری قمری | 12 ہجرت 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:113

ارشادِ باری تعالیٰ

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۶۳﴾

(البقرہ:263)

ترجمہ: وہ لوگ جو اپنے اموال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، پھر جو وہ خرچ کرتے ہیں اُس کا احسان جتاتے ہوئے یا تکلیف دیتے ہوئے پیچھا نہیں کرتے، اُن کا اجر اُن کے ربّ کے پاس ہے اور اُن پر کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ وہ غم کریں گے۔

فرمانِ رسول ﷺ

حضرت خُریم بن فاتک ؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں کچھ خرچ کرتا ہے اسے اس کے بدلہ میں سات سو گنا ثواب ملتا ہے۔

(ترمذی کتاب فضائل الجهاد باب فضل النفقة فی سبیل اللّٰہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مَیں تمہیں سب سخیوں سے بڑے سخی کے بارہ میں نہ بتاؤں؟ اللہ تمام سخاوت کرنے والوں سے بڑھ کر سخاوت کرنے والا ہے۔ پھر مَیں تمام انسانوں میں سے سب سے بڑا سخی ہوں۔

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد از علامہ ھیثمی جلد 9 صفحہ 13 بیروت)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

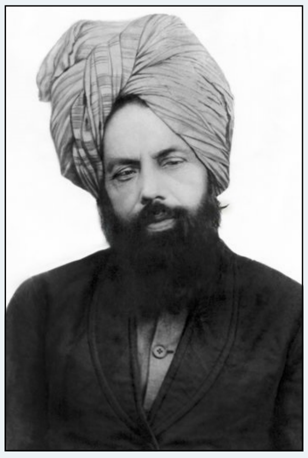

حضرت مسیح موعود علیہ السلام، حضرت حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کے بارہ میں ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’اگر مَیں اجازت دیتا تو وہ سب کچھ اس راہ میں فدا کر کے اپنی روحانی رفاقت کی طرح جسمانی رفاقت اور ہردم صحبت میں رہنے کا حق ادا کرتے۔ ان کے بعض خطوط کی چند سطریں بطور نمونہ ناظرین کو دکھلاتا ہوں...

مَیں آپ کی راہ میں قربان ہوں۔ میرا جو کچھ ہے میرا نہیں آپ کا ہے۔ حضرت پیرومرشد میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہوجائے تو مَیں مراد کو پہنچ گیا۔ اگر خریدار براہین کے توقف طبع کتاب سے مضطرب ہوں تو مجھے اجازت فرمائیے کہ یہ ادنیٰ خدمت بجالاؤں کہ ان کی تمام قیمت ادا کردہ اپنے پاس سے واپس کردوں‘‘

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 35-36)

پھر فرمایا: ’’مَیں جو بار بار تاکید کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو۔ یہ خدا تعالیٰ کے حکم سے ہے کیونکہ اسلام اس وقت تنزّل کی حالت میں ہے۔ بیرونی اور اندرونی کمزوریوں کو دیکھ کر طبیعت بے قرار ہو جاتی ہے اور اسلام دوسرے مخالف مذاہب کا شکار بن رہا ہے۔ جب یہ حالت ہوگئی ہے تو کیا اب اسلام کی ترقی کے لئے ہم قدم نہ اٹھائیں؟ خدا تعالیٰ نے اسی غرض کے لئے تو اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔ پس اس کی ترقی کے لئے سعی کرنا یہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور منشاء کی تعمیل ہے۔ اس لئے اس راہ میں جو کچھ بھی خرچ کرو گے وہ سمیع وبصیر ہے۔

یہ وعدے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے لئے دے گا مَیں اس کو چند گنا برکت دوں گا۔ دنیا ہی میں اسے بہت کچھ ملے گا اور مرنے کے بعد آخرت کی جزا بھی دیکھ لے گا کہ کس قدر آرام میسر آتا ہے۔ غرض اس وقت میں اس امر کی طرف تم سب کو توجہ دلاتا ہوں کہ اسلام کی ترقی کے لئے اپنے مالوں کو خرچ کرو۔‘‘

(ملفوظات جلد نمبر 8 صفحہ 393-394)

فرمان خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

ایسے ایمان لانے والے جو اللہ کے دین کی خاطر خرچ کرتے ہیں اور دین کامل اب اسلام ہی ہے جیسے کہ ہم سب کو معلوم ہی ہے۔ اور اس زمانے میں آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت ہی حقیقت میں مومنین کی جماعت کہلانے کی حقدار ہے اور یہی مومنین کی جماعت ہے۔ اور اس لحاظ سے فی زمانہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے لوگوں سے مراد آپ لوگ ہی ہیں جو اس زمانے کے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے بہترین مال خوشدلی سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ایسے نیک نیت لوگوں کو خوشخبری دیتا ہے کہ اے لوگو! تم جو میری راہ میں خرچ کرتے ہو مَیں تمہیں بغیر اجر کے نہیں چھوڑوں گا۔ بلکہ طاقت رکھتا ہوں کہ تمہاری اس قربانی کو سات سو گنا تک بلکہ اس سے بھی زیادہ کر سکتا ہوں۔ اور یاد رکھو کہ جیسے جیسے تم اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے اپنا دل کھولتے جاؤ گے اللہ تعالیٰ تمہیں وسعت بھی دیتا چلا جائے گا۔ تم اس دنیا میں بھی اس کے فضلوں کے وارث ٹھہرو گے اور یہ اجر صرف یہیں ٹھہر نہیں جائے گا بلکہ اگلے جہان میں بھی اجر پاؤ گے۔ اور پھر تمہاری نسلوں کو بھی اس کا اجر ملتا رہے گا۔ اب دیکھیں ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں جن کی کشائش، مالی وسعت ان کے بزرگوں کی قربانیوں کے نتیجہ میں ہے۔ یہ احساس ہمیں اپنے اندر ہمیشہ قائم رکھنا چاہئے، اجاگر کرتے رہنا چاہئے اور اس لحاظ سے بھی بزرگوں کے لئے دعائیں کرنی چاہئیں اور آئندہ نسلوں کو بھی یہ احساس دلانا چاہئے کہ بزرگوں کی قربانی کے نتیجہ میں ہمارے اوپر

بقیہ صفحہ 4 پر

اس شمارہ میں

- زباں پر تذکرے شہکار کے ہیں (منظوم)
- ’’ہر نیا دن موت کے قریب کرتا ہے‘‘
- مکہ اور مدینہ میں شعائر اللہ کا تعارف
- حضرت منشی غلام محمد رضی اللہ عنہ کا تعارف
- آؤ! اُردو سیکھیں
- مالی کے تیرھویں جلسہ سالانہ کا انعقاد

دربارِ خلافت

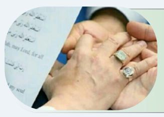

اپنے آپ کو عاجز سمجھو

جرمنی لجنہ کی ایک ممبر نے سوال کیا کہ کیا اسلام پہ اعتراض کیا جا سکتا ہے؟

پیارے حضور نے جواباً فرمایا کہ ’’کیا اتنے غیر مسلم اسلام پہ اعتراض نہیں کرتے؟‘‘ لجنہ ممبر نے دوبارہ سوال دوہرایا تو حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ’’سوال یہ ہے کہ سوائے مسلمانوں کے بہت سارے لوگ ایسے ہیں جو اسلام کو کریٹیسائز کرتے ہیں ناں؟ ہاں اگر تم کہو کہ ایک مسلمان اسلام پر اعتراض کرسکتا ہے کہ نہیں تو تمہارے اندر جو سوال پیدا ہوتے ہیں ان کو تمہیں حل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے پانچ وقت نمازیں رکھی ہیں۔ تمہارے دل میں خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ پانچ نمازیں کیوں ہیں؟ اسکا حل تلاش کرو۔ روزے کیوں ہیں؟ اس کا حل تلاش کرو۔ اب تو سائنسدان بھی کہنے لگ گئے ہیں کہ روزے جو ہیں یہ بڑے فائدہ مند چیز ہیں۔ نمازیں جو ہیں یہ ریگیولیٹ کرتیں ہیں، ڈسپلن کرتی ہیں انسان کو اور خدا تعالیٰ کی ذات پر سوال ہے یا اور بہت سارے احکامات پر سوال ہیں یا پردے پر سوال ہے، ہر ایک کا جواب تلاش کرنا چاہیئے۔ ابھی میں نے جمعہ کے خطبے میں ہی حضرت مصلح موعودؓ کا حوالہ پڑھا تھا۔ تم نے سنا تھا خطبہ؟‘‘ ممبر لجنہ کے جی کہنے پر حضور انور نے اپنا جواب جاری رکھتے ہوئے مزید فرمایا ’’کہ حضرت مصلح موعودؓ نے یہی کہا تھا کہ جب میں گیارہ سال کا تھا تو مجھے اعتراض پیدا ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ہونے کا کیا ثبوت ہے پھر آنحضرت ﷺ کے سچا ہونے کا کیا ثبوت ہے؟ حضرت مسیح موعودؑ کے سچا ہونے کا کیا ثبوت ہے؟ اسلام کی سچائی کا کیا ثبوت ہے؟ پھر اس پر میں نے جب سوچنا شروع کیا اور پھر مجھے جب اللہ تعالیٰ کی ذات کا پتہ لگ گیا کہ وہ ہے اور ثابت ہو گیا، پھر مجھے سمجھ آ گئی کہ آنحضور ﷺ بھی اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ بھی آپ کی اتباع میں آئے ہیں اس زمانے کی اصلاح کے لئے۔ تو سوال پیدا ہوتے ہیں انسان کے دل میں، پڑھے لکھے دل میں۔ لیکن اس اعتراض کو اعتراض برائے اعتراض کر کے پھر صرف اس پر خاموش نہیں ہو جانا چاہیئے۔ بلکہ جس طرح حضرت مصلح موعودؓ نے کہا کہ میں نے تحقیق کی، میں نے جستجو کی اور میں نے کہا کہ میں یہاں سے نہیں اٹھوں گا جب تک مجھے جواب نہیں مل جاتے۔ تو وہ جستجو بھی ہونی چاہیئے۔ اگر تمہیں اسی دن جواب نہیں ملتے، اگلے دن پھر سوچو، پھر لوگوں سے پوچھو، پھر لٹریچر پڑھو۔ اب تو لٹریچر بھی اتنا موجود ہے جماعت احمدیہ میں اللہ کے فضل سے۔ اُس زمانے میں تو نہیں تھا کہ اسکے سوالوں کے جواب تمہیں آسانی سے مل سکتے ہیں۔ اگر تمہارے ذہن میں سوال اٹھتا ہے اسلام کے بارے میں یا اسلام کے کسی حکم کے بارے میں تو معین کرو کہ کیا پوچھنا چاہتی تھی؟ کہ کیا کسی مسلمان کے دل میں اسلام کے متعلق کوئی سوال اٹھ سکتا ہے کہ نہیں۔ یہ کہنا چاہتی تھی؟‘‘ لجنہ ممبر نے جواباً کہا کہ جی حضور! تو حضور پرنور نے فرمایا کہ ’’تو یہ کہو ناں پھر۔ ڈر ڈر کر کیوں سوال کرتی ہو؟ کھل کر سوال کرو۔ کیا ہم اسلام کی تعلیم پر کوئی اعتراض کر سکتے ہیں؟ سوال یہ بناؤ کہ ہم اسلام کی تعلیم کو جس کی سمجھ نہ آئے اسکے متعلق سوال کر سکتے ہیں کہ یہ کیوں ہے؟ یا یہ میرے نزدیک غلط ہے۔ تمہارے نزدیک غلط ہے تو اسکا حل تلاش کرو۔ اس کے لئے جس کو علم ہے اس سے پوچھو۔ تمہارے مربی ہیں، تمہاری پڑھی لکھی عورتیں ہیں یا تمہیں سمجھ نہیں آتی تو پھر مجھے سوال لکھ کر بھیج سکتی ہو کہ یہ سوال ہے۔ اس کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟ دین تو وہی ہوتا ہے ناں جس کی سمجھ بھی آئے۔ تبھی انسان صحیح طرح دین پہ عمل بھی کر سکتا ہے۔ اگر صرف اس لئے دین کو مان لیا کہ میرے اماں ابا احمدی مسلمان تھے تو میں بھی احمدی مسلمان ہوں، تو اس کا تو کوئی فائدہ نہیں۔ جب تک تمہیں خود پتہ نہ لگے کہ احمدیت کیا چیز ہے؟ حضرت مسیح موعودؑ کا کیا دعویٰ ہے؟ آنحضرت محمد ﷺ کیا شریعت لے کر آئے تھے؟ قرآنِ کریم کے کیا حکم ہیں؟

بقیہ صفحہ 9 پر

زباں پر تذکرے شہکار کے ہیں

قلم کی نوک پر اقرار کے ہیں
ارادے جرأتِ اظہار کے ہیں

اندھیرے میں اجالے یار کے ہیں
زباں پر تذکرے شہکار کے ہیں

کسوٹی پر وہی معیار کے ہیں
ملے تمغے جنہیں کردار کے ہیں

کرم سے اُس کے تپتے صحرا میں بھی
ملے سائے ہمیں اشجار کے ہیں

ہیں جن کے نامۂ اعمال خالی
وہی اب لوگ یاں گفتار کے ہیں

خدا کی یاد کے بن دن جو گزرے
وہی لمحے فقط بیکار کے ہیں

کرو بخشش طلب بشریٰ! خدا سے
ملے موقع بھی استغفار کے ہیں

بشریٰ سعید عاطف۔ مالٹا

آج کی دعا

يَا اَحَبَّ مِنْ كُلِّ مَحْبُوْبٍ اِغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَاَدْخِلْنِيْ فِيْ عِبَادِكَ الْمُخْلَصِيْنَ

(مکتوبات احمد جلد دوم مکتوب بنام منشی رستم علی صاحب صفحہ 539 ضیاء الاسلام پریس ربوہ)

ترجمہ: اے محبوبوں سے محبوب ذات! میرے گناہ مجھے بخش دے اور مجھے اپنے مخلص بندوں میں شامل فرما۔

یہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی محبت الٰہی اور بخشش کی پیاری دعا ہے۔

ہمارے بہت پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ 10 ستمبر 2010ء میں اس دعا کے پڑھنے کی تحریک فرمائی ہے۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

اداریہ

”ہر نیا دن موت کے قریب کرتا ہے“
”ہر کتبہ جماعت کی تاریخ ہوتی ہے“

(حضرت مسیح موعودؑ)

گزشتہ دنوں الفضل کی ایک مستقل قاری مکرمہ ڈاکٹر نجم السحر صدیق نے جرمنی سے نئے سال کے حوالے سے ایک دلچسپ مضمون لکھ کر بھجوایا ہے۔ جسے خاکسار نے نئے اسلامی سال کے آغاز پر الفضل کا حصہ بنانے کی انتظامیہ کو ہدایت دی ہے۔ اس مضمون میں موصوفہ نے لکھا ہے کہ ہم ہر نئے سال پر خوشی مناتے ہیں اور سالگرہ مناتے ہیں لیکن یہ نہیں سوچتے کہ اس نئے سال کی آمد سے ہماری عمر میں ایک سال کی کمی ہوئی ہے اور ہم موت کے قریب ہوئے ہیں۔

اِدھر ڈاکٹر موصوفہ کا یہ مضمون نظروں سے گزرا اور اُدھر نئے آرٹیکل کے لئے کسی عنوان کی تلاش میں جب میں اپنے نوٹس کی چھان پھٹک کر رہا تھا تو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ارشاد بعنوان ”ہر نیا دن موت کے قریب کرتا ہے“ ملا۔ جس کو آج اس اداریہ کا مضمون بنایا جا رہا ہے۔

٭حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

جوں جوں انسان بڑھا ہوتا جاتا ہے دین کی طرف بے پروائی کرتا جاتا ہے۔ یہ نفس کا دھوکا اور سخت غلطی ہے جو موت کو دور سمجھتا ہے۔ موت ایک ایسا ضروری امر ہے کہ اس سے کسی صورت میں بچ نہیں سکتے اور وہ قریب ہی قریب ہے۔ ہر ایک نیا دن موت کے زیادہ قریب کرتا جاتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ بعض آدمی اوائل عمر میں بڑے نرم دل تھے۔ لیکن آخر عمر میں آ کر سخت ہو گئے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ نفس دھوکا دیتا ہے کہ موت ابھی دور ہے۔ حالانکہ بہت قریب ہے۔ موت کو قریب سمجھو تا کہ گناہوں سے بچو۔

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوتا۔ انسان اگر سچے دل سے اخلاص لے کر رجوع کرے تو وہ غفور رحیم ہے اور توبہ کو قبول کرنے والا ہے۔ یہ سمجھنا کہ کس کس گنہگار کو بخشے گا۔ خدا تعالیٰ کے حضور سخت گستاخی اور بے ادبی ہے۔ اس کی رحمت کے خزانے وسیع اور لا انتہا ہیں۔ اس کے حضور کوئی کمی نہیں۔ اس کے دروازے کسی پر بند نہیں ہوتے۔ انگریزوں کی نوکریوں کی طرح نہیں کہ اتنے تعلیم یافتہ کو کہاں سے نوکریاں ملیں۔ خدا کے حضور جس قدر پہنچیں گے سب اعلیٰ مدارج پائیں گے۔ یہ یقینی وعدہ ہے۔ وہ انسان بڑا ہی بدقسمت اور بدبخت ہے جو خدا تعالیٰ سے مایوس ہو اور اس کی نزع کی حالت کا وقت غفلت کی حالت میں اس پر آ جاوے۔ بے شک اس وقت دروازہ بند ہو جاتا ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 94-95 ایڈیشن 2016ء)

اس مضمون کو آپؑ نے کئی مقامات پر بیان کرتے ہوئے دوستوں کو اپنے اعمال درست کرنے کی نصیحت فرمائی۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی احسن رنگ میں ادائیگی کی تلقین فرمائی۔ نمازیں ادا کرنے، روزے رکھنے، زکوٰۃ دینے کی طرف توجہ دلائی۔

٭آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

موت کو یاد رکھو کہ یہ دن (طاعون کے۔ ناقل) خدا کے غضب کے ہیں۔ نمازوں پر پکے ہو جاؤ۔ تہجد پڑھو اور عورتوں کو بھی نماز کی تاکید کرو۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 60 ایڈیشن 2016ء)

٭حضرت مسیح موعودؑ جماعت کو بارہا موت کو یاد رکھنے کی طرف توجہ دلاتے رہے۔ آپؑ نے 15 اپریل 1902ء کو چند بیعت کرنے والے دوستوں کو مخاطب ہو کر یوں ہدایت فرمائی۔

استغفار کرتے رہو اور موت کو یاد رکھو موت سے بڑھ کر اور کوئی بیدار کرنے والی چیز نہیں ہے۔ جب انسان سچے دل سے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرتا ہے۔

جس وقت انسان اللہ تعالیٰ کے حضور سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ پہلے گناہ بخش دیتا ہے پھر بندے کا نیا حساب چلتا ہے۔ اگر انسان کا کوئی ذرا سا بھی گناہ کرے تو وہ ساری عمر اس کا کینہ اور دشمنی رکھتا ہے اور گو زبانی معاف کر دینے کا اقرار بھی کرے لیکن پھر بھی جب اسے موقع ملتا ہے تو اپنے اس کینہ اور عداوت کا اس سے اظہار کرتا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ ہی ہے کہ جب بندہ سچے دل سے اس کی طرف آتا ہے تو وہ اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا اور رجوع بہ رحمت فرماتا ہے۔ اپنا فضل اس پر نازل کرتا ہے اور اس گناہ کی سزا کو معاف کر دیتا ہے، اس لیے تم بھی اب ایسے ہو کر جاؤ کہ تم وہ ہو جاؤ جو پہلے نہ تھے۔ نماز سنوار کر پڑھو۔ خدا جو یہاں ہے وہاں بھی ہے۔ پس ایسا نہ ہو کہ جب تک تم یہاں ہو تمہارے دلوں میں رقت اور خدا کا خوف ہو اور جب پھر اپنے گھروں میں جاؤ تو بے خوف اور نڈر ہو جاؤ۔ نہیں بلکہ خدا کا خوف ہر وقت تمہیں رہنا چاہیے۔ ہر ایک کام کرنے سے پہلے سوچ لو اور دیکھ لو کہ اس سے خدا تعالیٰ راضی ہو گا یا ناراض۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 47-48 ایڈیشن 2016ء)

کیا لازوال حقیقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس پیرائے میں بیان فرمائی ہے۔ ہم اس ورلی دنیا میں بارہا دیکھتے ہیں کہ کسی کو انتباہ کرنا ہو تو کسی چیز سے ڈرایا جاتا ہے۔ ہم روزانہ بچوں کو کسی چیز سے ڈراتے ہیں۔ مقصد اس کا، بچے کو کسی اچھے کام کی طرف مائل کرنا ہوتا ہے۔ ہم احمدی بالعموم بچوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور ڈر پیدا کرنے کے لیے اس واحد یگانہ خدا سے ڈراتے ہیں۔ یہاں بھی درحقیقت موت کو بار بار یاد رکھنے کے لیے نیکی کے کاموں میں تیزی لانے کی طرف اشارہ ہے۔ ایک بندہ کو اپنے نیک اعمال کو دوام دینا چاہیے۔ اخروی زندگی میں یہی اعمال صالحہ کام آئیں گے۔ اگر اچھے اعمال کا پلڑا بھاری ہوا تو جنت ورنہ دوزخ کی راہ دیکھنی ہو گی ہاں غفور الرحیم خدا مغفرت کا سلوک کر دے تو الگ بات ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بہت ہی پیاری تمثیل بیان فرمائی ہے جو اس مضمون سے مکمل مطابقت رکھتی ہے۔ کہ ایک قاتل شخص نے جب 99 اشخاص کو قتل کر لیا تو اسے خوف خدا پیدا ہوا اور وہ کسی ولی کے پاس گیا کہ میں 99 بندوں کا قاتل ہوں کیا میری بخشش ہو سکے گی۔ اس نیک بندے نے جواباً کہا کہ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ 99 ذی روح کے قاتل کی کیسے مغفرت ہو سکتی ہے۔ اس نے ڈب سے چھرا نکالا تو اسے بھی قتل کر کے اپنی سنچری مکمل کر کے پھر کسی نیک بندے کی تلاش میں سرگرداں پھرنے لگا۔ کسی کی نشان دہی پر اس کی طرف چل دیا اور اپنا مدعا بیان کیا۔ اس ولی نے کہا کہ کیوں نہیں اگر تم سچی توبہ کر چکے ہو تو خدا تو بخشنہار ہے وہ بخش سکتا ہے۔ تم فلاں جگہ جاؤ وہاں ایک خدا کا بندہ مقیم ہے۔ اسے ملو اور اپنا مدعا بھی بیان کرو۔

مغفرت کا طالب قاتل اس بندے کی طرف چل دیا۔ راستے میں اُسے موت نے آ لیا۔ جنت اور جہنم کے فرشتے اس جگہ آن پہنچے۔ جنت والے فرشتوں نے اسے اپنی طرف یہ کہتے ہوئے کھینچنا چاہا کہ اس نے توبہ کر لی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا ہے۔ اور جہنم کے فرشتے اس کوشش میں تھے کہ وہ اسے جہنم لے جائیں تا اسے 100 قتل کی سزا مل سکے۔ جب دونوں اطراف کے فرشتوں میں جھگڑا طول پکڑ گیا تو ان میں تصفیہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک اور فرشتہ بھیجا جس نے سارا معاملہ سُن کر فیصلہ سنایا کہ دونوں اطراف کے فاصلے ماپ لیتے ہیں۔ اگر اس وفات یافتہ شخص نے زیادہ فاصلہ طے کر لیا ہے تو جنت والے فرشتے لے جائیں اور اگر طے ہونے والا فاصلہ طے شدہ فاصلے سے زیادہ ہے تو جہنم والے فرشتے اس کو اپنے ساتھ لے جائیں۔ چنانچہ طے شدہ فاصلہ اور طے ہونے والا

فاصلہ ماناپا گیا۔ تو طے شدہ فاصلہ زیادہ نکلنے کی بناء پر جنت والے فرشتے اس کو جنت کی طرف لے گئے۔

بلکہ بعض روایات میں آتا ہے کہ طے ہونے والا فاصلہ، طے شدہ فاصلے سے زیادہ تھا مگر چونکہ یہ مرحوم توبہ کر چکا تھا۔ جو خدا کو بہت پسند ہے تو اس لئے اللہ نے حکم دیا کہ طے شدہ زمین کھینچ کر لمبی کر دی جائے تا جنت کے فرشتے اسے لے جا سکیں۔

یہ تو تمثیل ہے جو بیان ہوئی۔ انسان زندگی کا سفر بھی جاری رکھے ہوئے ہے۔نجانے کب اُسے موت آ لے۔ اس لئے انسان کو ہر دم اور ہر وقت اپنی نیکیوں کا پلڑا بھاری رکھنا چاہئے۔ زندگی کا طے شدہ فاصلہ توبہ اور مغفرت مانگتے ہوئے نیکیوں کے ساتھ لمبا رہنا چاہئے تا جنت کے فرشتے وفات کے بعد اس کو اپنی تحویل میں لے لیں اور اس کو جنت کی راہ دکھلائیں۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

ایک مومن کو اپنی وفات کے بعد نعماء اور جنت کے میووں کا انتظار رہتا ہے۔ اس لئے موت کے لئے وہ ہر دم تیار رہتا ہے۔ اور موت کو خوشی سے اپنے سینے سے لگاتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

موت سے نہیں ڈرنا چاہئے، مگر خدا کے غضب سے بچنا چاہئے، کیونکہ موت تو بہرحال آنے والی ہے۔

موت نہیں ٹلتی مگر جو خدا کے دین کے خادم ہوں۔ اعلائے کلمۃ اللہ چاہتے ہوں ان کی عمر دراز کی جاتی ہے۔ جو اپنی زندگی کھانے پینے تک محدود رکھتے ہیں، ان کا خدا ذمہ دار نہیں۔

موت مومن کے لیے خوشی کی باعث ہے، کیونکہ وہ ایک مرکب ہے جو دوست کو دوست کے پاس پہنچاتی ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 95-96 ایڈیشن 2016ء)

ہر کتبہ جماعت کی تاریخ ہوتی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون کو ایک اور حسین پیرایہ میں یوں بیان فرمایا ہے کہ انسان کے نیک اعمال کا اور اس کی سیرت طیبہ کا تذکرہ مرنے کے بعد اس کے کتبے پر لکھا جاتا ہے۔ جس طرح حضرت خلیفۃ المسیح جب کسی مرحوم کی خوبیوں کا تذکرہ اپنے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں تو ہماری خواہش ہوتی ہے کہ اس تذکرہ کو یا اس کا کچھ حصہ ہم اپنے عزیز مرحوم کے قبر پر کتبہ پر لکھوائیں تا پسماندگان یا دوستوں میں سے جو بھی اس قبر پر حاضر ہو وہ اسے پڑھ کر دُعا دے۔ اسی وجہ سے ہم میں سے ہر ایک کی خواہش ہوتی ہے کہ جمعہ پر ہمارے پیارے مرحوم کا تذکرہ ہو۔ حالانکہ ایسے مرحومین کی جن کی نماز جنازہ حضور عام دنوں میں پڑھاتے ہیں۔ ان کی سیرت کا تذکرہ بھی نماز جنازہ غائب پڑھانے سے قبل ہوتا ہے۔ جو پیارے حضور کی مبارک نظروں سے گزر کر دُعائے مغفرت کا سرٹیفیکیٹ حاصل کر چکا ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام "ہر کتبہ جماعت کی تاریخ ہوتی ہے" کے ضمن میں فرماتے ہیں:

قبروں پر جانے کی ابتداء آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مخالفت کی تھی۔ جب بُت پرستی کا زور تھا۔ آخر میں اجازت دے دی۔ مگر عام قبروں پر جا کر کیا اثر ہوگا جن کو جانتے ہی نہیں۔ لیکن جو دوست ہیں اور پارسا طبع ہیں ان کی قبریں دیکھ کر دل نرم ہوتا ہے۔ اس لئے اس قبرستان میں ہمارا ہر دوست جو فوت ہو اس کی قبر ہو۔ میرے دل میں خدا تعالیٰ نے پختہ طور پر ڈال دیا ہے کہ ایسا ہی ہو۔ جو خارجاً مخلص ہو اور وہ فوت ہو جاوے اور اس کا ارادہ ہو کہ اس قبرستان میں دفن ہو وہ صندوق میں دفن کر کے یہاں لایا جاوے۔ اس جماعت کو بہ ہیئت مجموعی دیکھنا مفید ہوگا۔ اس کے لئے اوّل کوئی زمین لینی چاہئے اور میں چاہتا ہوں کہ باغ کے قریب ہو۔

فرمایا:۔

عجیب موثر نظارہ ہوگا جو زندگی میں ایک جماعت تھے۔ مرنے کے بعد بھی ایک جماعت ہی نظر آئے گی۔ یہ بہت ہی خوب ہے۔ جو پسند کریں وہ پہلے سے بندوبست کر سکتے ہیں کہ یہاں دفن ہوں۔ جو لوگ صالح معلوم ہوں ان کی قبریں دُور نہ ہوں۔ ریل نے آسانی کا سامان کر دیا ہے اور اصل تو یہ ہے مَا تَدۡرِیۡ نَفۡسٌۢ بِاَیِّ اَرۡضٍ تَمُوۡتُ (لقمٰن:35) مگر اس میں یہ کیا لطیف نکتہ ہے کہ بِاَیِّ اَرۡضٍ تدفن نہیں لکھا۔ صلحاء کے پہلو میں دفن بھی ایک نعمت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا ہے کہ مرض الموت میں انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہلا بھیجا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں جو جگہ ہے انہیں دی جاوے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایثار سے کام لے کر وہ جگہ ان کو دے دی تو فرمایا

مَا بَقِیَ لِی ھَمٌّ بعد ذالک

یعنی اس کے بعد اب مجھے کوئی غم نہیں۔ جبکہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ میں مدفون ہوں۔ مجاورت بھی خوشحالی کا موجب ہوتی ہے۔ میں اسی کو پسند کرتا ہوں۔ اور یہ بدعت نہیں کہ قبروں پر کتبے لگائے جاویں۔ اس سے عبرت ہوتی ہے اور ہر کتبہ جماعت کی تاریخ ہوتی ہے۔ ہماری نصیحت یہ ہے کہ ایک طرح سے ہر شخص گور کے کنارے ہے۔ کسی کو موت کی اطلاع مل گئی اور کسی کو اچانک آجاتی ہے۔ یہ گھر ہے بے بنیاد۔ بہت سے لوگ ہوتے ہیں کہ ان کے گھر بالکل ویران ہو جاتے ہیں۔ ایسے واقعات کو انسان دیکھتا ہے۔ جب تک مٹی ڈالتا ہے دل نرم ہوتا ہے۔ پھر دل سخت ہو جاتا ہے۔ یہ بدقسمتی ہے۔

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 286-287 ایڈیشن 1984ء)

محولہ بالا ارشاد میں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمودہ یہ الفاظ "زندگی میں ایک جماعت تھے مرنے کے بعد بھی ایک جماعت ہی نظر آئے گی" حقیقت بن کر ہمارے سامنے موجود ہیں۔ کہ جب ہم بہشتی مقبرہ قادیان و ربوہ اور دنیا بھر میں قائم قبرستان خاص کو دیکھتے ہیں تو ترتیب کے ساتھ قبروں کو پا کر دل عش عش کر اٹھتا ہے کہ ہمارے زندہ لوگوں میں تو ترتیب ہے ہی ہمارے مردے بھی ترتیب سے لیٹے ہوئے ہیں۔ میں جب لاہور میں مربی ضلع کے فرائض ادا کر رہا تھا تو میں مختلف اخبارات و رسائل کے تین صحافیوں کو اپنے ساتھ ربوہ کی زیارت کے لئے لے گیا۔ بہشتی مقبرہ کی زیارت کے لئے پہنچے تو اندر داخل ہوتے ہی ایک دوست کے لبوں پر یہ الفاظ تھے کہ "جس جماعت کے مردوں میں اتنی ترتیب ہو ان کے زندوں میں ترتیب و نظم کا کیا حال ہوگا"

آج لندن قیام کے دوران، میں جب Godalming کے قبرستان میں جہاں احمدیہ قبرستان خاص و عام موجود ہیں، دعا کی غرض سے جاتا ہوں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ الفاظ ایک حقیقت بن کر آ سامنے کھڑے ہوتے ہیں جب میں اپنے احمدی بھائی اور بہنوں کی قبور کو ایک لائن میں ترتیب سے دیکھتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو ہمیشہ خلافت کے مبارک سایہ تلے منظم رکھے۔ آمین

(ابو سعید)

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

اللہ تعالیٰ نے بہت سارے فضل فرمائے ہیں۔ ...

حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ کپورتھلوی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک واقعہ کہ ابتدائی ایام میں، جو شروع کے دن تھے، چندے وغیرہ مقرر نہ ہوئے تھے اور جماعت کی تعداد بھی تھوڑی تھی۔ ایک دفعہ کثیر تعداد میں مہمان آگئے۔ اس وقت خرچ کی دقت تھی۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب نے میرے روبرو حضرت اقدس علیہ السلام سے خرچ کی کمی کا ذکر کیا۔ اور یہ بھی کہا کہ مہمان زیادہ آگئے ہیں۔ آپ گھر گئے، حضرت ام المومنین کا زیور لیا اور میر صاحب کو دیا کہ اس کو فروخت کر کے گزارہ چلائیں۔ پھر دوسرے تیسرے دن، وہ زیور کی جو آمد ہوئی تھی، روپیہ آیا تھا، ختم ہوگیا۔ میر صاحبؓ پھر حاضر ہوئے اور اخراجات کی زیادتی کے بارہ میں ذکر کیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم نے مسنون طریقے پر ظاہر اسباب کی رعایت کر لی ہے اب وہ خود انتظام کرے گا۔ یعنی جو مسنون طریقہ تھا، جو ہمارے پاس تھا وہ تو ہم نے دے دیا ہے، خرچ کر لیا ہے اب خدا تعالیٰ خود انتظام کرے گا جس کے مہمان ہیں۔ کہتے ہیں کہ دوسرے ہی دن اس قدر روپیہ بذریعہ منی آرڈر پہنچا کہ سینکڑوں تک نوبت پہنچ گئی۔ اس زمانہ میں سینکڑوں بھی بہت قیمت رکھنے والے تھے۔ پھر آپؑ نے توکل پر تقریر فرمائی، فرمایا: جبکہ دنیادار کو اپنے صندوق میں رکھے ہوئے روپے پر اعتبار ہوتا ہے کہ حسب ضرورت جس قدر چاہے گا صندوق کھول کر نکال لے گا۔ ایسا ہی متوکل کو خدا تعالیٰ پر یقین اور بھروسہ ہوتا ہے کہ جس وقت چاہے گا نکال لے گا۔ اور اللہ کا ایسا ہی سلوک ہوتا ہے۔

تو دیکھیں اس سے ہمیں سبق مل رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں کی ضرورتیں پوری کر لیتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہماری بہتری کی خاطر، ہماری بھلائی کے لئے، ہمیں بھی ان خوش قسمتوں میں شامل کر لیا ہے جو ان نیک کاموں میں شامل ہوتے ہیں اور ثواب حاصل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنتے ہیں۔

(خطبہ جمعہ 7 نومبر 2003ء)

محمد عمر تماپوری کوآرڈینیٹر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ انڈیا

مکہ اور مدینہ میں دس دن شعائر اللہ اور اہم مقامات کا تعارف مشاہدات کی روشنی میں

حدودِ حرم میں اونٹنی کی مہار تھام کر داخل ہونا یہ بھی سنتِ نبویؐ ہے۔ لیکن اب یہ ممکن نہیں۔ پیدل چلتے ہوئے حرم میں داخل ہوا۔ لیکن اپنی بے بسی پر غور کیا تو ضمیر خود سے مخاطب ہوا تم اس قابل تھے کہ یہاں آئے ہو؟ یہ ہمت، یہ حوصلہ اور یہ جسارت تم میں کہاں سے آئی۔ خود چلے آئے ہو یا بلائے گئے ہو۔ یہ وہ بابرکت جگہ ہے جسے دنیا میں سب سے زیادہ تقدس حاصل ہے۔ جہاں دن رات خُدا کا نور برستا ہے، ہاں یہ وہی مقدس بستی ہے جہاں ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام آئے تھے، حضرت اسماعیل علیہ السلام آئے تھے، حضرت ہاجرہ علیہا السلام آئی تھیں۔ جو حضرت محمد عربیؐ کی جنم بھومی ہے۔ جہاں آپ کی پیدائش ہوئی تھی۔ جہاں پر آپ نے آنکھیں کھولی تھیں۔ یہ خبر آپ کے گھرانے کی ایک لونڈی نے آپ کے دادا حضرت عبد المطلب کو سنائی تو آپ نے انگلی کے اشارہ سے اسے آزاد کر دیا تھا۔ حدیث قدسی ہے: لَوۡلَاکَ لَمَا خَلَقۡتُ الۡاَفۡلَاکَ (آپ کی پیدائش ہی تخلیق کائنات کا مقصود ہے۔)

جہاں پر وقت کے بہترین انسانوں نے آپ کو دیکھا اور سنا اور آپ کی آواز پر لبیک کہا اور آپ پر ایمان لائے۔ وہیں پر دُنیا کے بدترین انسانوں نے آپ کی مخالفت کی تھی۔ آپ کا مذاق اُڑایا تھا۔ زمین تنگ کر دی تھی۔ جینا حرام ہو گیا تھا۔ وطن سے بے وطن ہونا پڑا تھا۔ یہ اللہ کا گھر ہے کعبۃ اللہ ہے دنیا کی بہترین انمول شاہ کار ہے۔ جس پر ایک بار نظر پڑے تو نظر ہٹتی نہیں مقناطیسی کشش ہے جس سے چھٹکارا ممکن نہیں۔

قرآن کریم نے شہادت دی ہے اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ (اٰل عمران:97) دنیا کا سب سے پہلا عبادت خانہ جو اللہ نے لوگوں کی ہدایت کے لئے مقرر فرمایا وہ کعبہ ہے۔ جسے بحکمِ الٰہی حضرت آدم علیہ السلام نے بنایا تھا۔ پھر اسی کی بنیادوں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تعمیر کرنے کا اذن ہوا۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’میں نے جب حج کیا تو حج کے موقعہ پر بعض احادیث اور بزرگوں کے اقوال سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جب پہلی دفعہ خانہ کعبہ نظر آئے تو اس وقت انسان جو دُعا کرے وہ قبول ہو جاتی ہے۔ میں جب حج کے لئے روانہ ہوا تو حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ نے مجھے یہ بات بتائی اور فرمایا اس کا خیال رکھنا جب میں وہاں پہنچا اور میں نے خانہ کعبہ کو دیکھا تو میں نے یہی دُعا کی۔ الٰہی! میری دُعا تو یہ ہے کہ مجھے تُو مل جائے اور میں جب بھی تجھ سے دُعا کروں تو تُو اسے قبول فرمالیا کر۔‘‘

(خطبات محمود جلد 15 صفحہ 533)

میرے لئے بھی اس سے بہتر ہدایت کیا ہوسکتی تھی۔ بیت اللہ کی محبت مجھ پر چھائی رہی۔ ایک لہر تھی جو صدیوں کی سرگزشت سمیٹ رہی تھی۔ دل نے کہا تیری رات اندھیری ہے تو اس سورج سے شعائیں حاصل کر جو آمنہ کی گود میں طلوع ہوا تھا۔ جو زائد از چودہ سو برس سے چمک رہا ہے جس کے لئے غروب ہی نہیں۔ یہ نبی کی جنم بھومی ہے۔ یہ تخت گاہ رسول ہے۔ قبولیت دُعا کا شہر ہے۔ یہاں کالے اور گورے، چھوٹے اور بڑے میں کوئی فرق نہیں ہے سب برابر ہیں۔ طواف کرنے والے ہجوم میں مَیں بھی داخل ہوا۔ جو ایک بھنور کی طرح دائرے میں گردش میں تھا، آنحضرتؐ کی سنت کے مطابق پہلے تین چکر ذرا تیز قدموں سے چلنے ہوتے ہیں۔ میں نے بھی ساتھ ساتھ دُعا شروع کی اے اللہ! یہ تیرا گھر ہے یہ تیرا حرم ہے امن وہی ہے جو تیری طرف سے ہو۔ ہونٹوں پر دُعائیں تھیں اور قدم حرکت میں۔

مقامِ ابراہیم

آج بھی یہاں پر وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبہ کی دیواریں چنتے تھے۔ اسی پتھر پر کھڑے ہو کر بیت اللہ کا تعمیری کام مکمل کیا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام آپ کی مدد کرتے تھے اور بعد میں اسی پتھر پر کھڑے ہو کر لوگوں کو ترغیب حج کا وعظ فرمایا کرتے تھے۔ یہ پتھر مدتوں سے کعبہ کے صحن کے پر پڑا رہا یہاں تک کہ آنحضرتؐ نے اس پتھر کو رکھنے کے لئے موجودہ جگہ تجویز فرمائی۔ طواف کے بعد لوگ اسی جگہ پر آ کر دوگانہ نفل ادا کر کے شکرانہ کی نماز ادا کرتے ہیں اور دل میں یہ احساس ہوتا ہے کہ ایسی نماز، ایسی دُعا اور ایسی کیفیت زندگی میں میسر نہیں آتی جس میں مقبولیتِ دُعا کی سند لیکر سلام پھیرنا ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ اس کی عظمت بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ وَاتَّخِذُوۡا مِنۡ مَّقَامِ اِبۡرٰھٖمَ مُصَلًّی (البقرہ:126) کہ بنالو ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی جگہ کو جائے نماز۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر کعبہ سے فارغ ہوئے تو یہ دُعا کی، اے ہمارے پروردگار! تو ہماری طرف سے اس خدمت کو قبول کر، تو سننے والا، جاننے والا ہے اور اے ہمارے رب! تو ہم دونوں کو اپنا فرمانبردار بنا اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک کو فرمانبردار بنا۔ تو رحم کرنے والا ہے۔ اے ہمارے رب! تو اپنا رسول انہیں میں سے مبعوث کر جو تیری آیات کو سنائے اور ان کو کتاب اور حکمت سکھائے اور ان کو پاک وصاف کرے تو غالب اور حکمت والا ہے۔

حجر اسود

سلام ہو اس عظیم بستی پر سب سے بڑی سجدہ گاہ جہاں پر ایک پتھر کو یہ شرف اور مرتبہ حاصل ہے کہ کروڑوں انسان رات دن، صبح شام ایک عظیم انسانؐ کی محض اتباع میں اس پتھر کو بوسہ دیتے آرہے ہیں جسے حجر اسود کہا جاتا ہے اور یہ اعزاز صبح محشر تک کے لئے اسے خاص کر دیا گیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے اس حجر اسود کو مخاطب کر کے فرمایا:

’’تو ایک پتھر ہے میں جانتا ہوں تو نہ کسی کو نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان، میں نے آنحضرتؐ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہے اس لئے میں بھی تجھے بوسہ دے رہا ہوں۔‘‘

پھر حجر اسود کو بوسہ دے کر، یا چھو کر، یا اشارہ کر کے طواف کا آغاز کریں۔ جب آپ کے سات چکر ہو جائیں گے تو ایک طواف مکمل ہو جائیگا۔ حجر اسود بیت اللہ کی انگوٹھی میں جڑا ہوا ایک نگینہ معلوم ہوتا ہے۔ میں نے اسے پیار بھری نظروں سے دیکھا، مجھے محسوس ہوا ہم دور کھڑے بھی آنکھوں ہی آنکھوں میں باتیں کر رہے ہیں جیسے اس نے مجھ سے پوچھا کہاں سے آئے ہو، مجھ سے اور حجر اسود بات کرے، کیونکر ممکن ہے جواب میں میرے ہونٹ نہیں ہلتے لیکن میرا سامع میری آواز کے بغیر میرا مدعا سمجھ رہا ہے۔ اے خاتم دہر کے نگین! میں ہندوستان سے آیا ہوں۔ پھولوں اور دریاؤں کی وادی سے۔ جہاں گنگا، جمنی تہذیب ہے۔ ہاں اس سرزمین سے میرا عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے۔

دارِ ارقم

شروع شروع میں یہ جگہ دارِ ارقم مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کی اجتماع گاہ ہوا کرتی تھی۔ بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو اس اجتماع گاہ میں اسلام قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اسی دارِ ارقم میں حضرت عمر بن خطابؓ ہاتھ میں ننگی تلوار لئے پہنچے۔ تلوار کمر میں لٹک رہی تھی۔ دروازے پر دستک دی ایک صحابی نے عمر کو اس حال میں دیکھ کر خوف زدہ ہو کر پلٹے۔ حضرت حمزہؓ نے کہا اسے آنے دو اگر نیک ارادہ سے آیا ہے تو ہم بھی نیک معاملہ کریں گے ورنہ اسی تلوار سے اسے ختم کر دینگے۔ عمر آئے تو حضورؐ آگے بڑھ کر ان کی چادر کو پکڑ کر کھینچا اور فرمایا ابن خطاب! تم یہاں کسی ارادہ سے آئے ہو، عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ اس پر حضورؐ اور صحابہ کرامؓ نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا مکہ کی پہاڑیاں گونج اُٹھیں یہ ہے وہ دارارقم جس میں تحریک اسلامی کی اولین مجالس منعقد ہوا کرتی تھیں۔ دعوت دین کے پروگرام بنتے تھے۔ تزکیہ نفس کی ترغیب ہوا کرتی تھی۔ اب یہ جگہ بیت اللہ شریف کی حدود میں داخل ہو گئی ہے۔

کوہِ صفا

حدودِ حرم میں ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جس کے ایک سرے سے ہم سعی کا آغاز کرتے ہیں اور مخالف سمت میں مروہ پہاڑی تک دوڑتے ہوئے چلے جاتے ہیں، تا کہ حضرت ہاجرہؓ کے اضطراب میں شریک ہوں۔ تکمیل حج و عمرہ کے لئے صفا اور مروہ کی سعی لازم ہے۔ اس رکن کی ادائیگی کے بغیر حج و عمرہ کی تکمیل نہیں ہوتی۔ کوہ صفا وہ ٹیلہ ہے جہاں حضور اکرمؐ قبیلہ قریش اور اہل مکہ کو دعوت الی اللہ کی اولین دعوت دی تھی۔ اس ٹیلہ کی اونچائی پر کھڑے ہو کر اہل مکہ کو بلند آواز سے پکارا تھا۔ اے اہل قریش! اے بنی عبد مناف! اے بنی عبدالشمس! اے بنی ہاشم! مکہ کے ایک ایک قبیلہ کا نام لے کر آواز دی تھی۔ عرب کے رواج کے مطابق بستیوں پر حملے عام طور پر صبح کے وقت ہوا کرتے تھے جس کسی کو اچانک خطرہ کا پتہ چل جاتا وہ اسی طرح اونچی جگہ پر کھڑا ہو کر آواز لگاتا تھا لوگ بیدار ہو جائیں اور دوڑ کر چلے آئیں۔ چنانچہ آپؐ کے آواز دینے پر سارے لوگ دوڑ پڑے اور

آپ کے ارد گرد جمع ہوئے تب آپ نے فرمایا لوگو! میں تمہیں بتاؤں کہ اس پہاڑ کی دوسری جانب ایک لشکر ہے جو تم پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہے تو کیا تم لوگ میری بات پر یقین کرلو گے۔ سچ مان لو گے تمام حاضر لوگوں نے یک زبان ہوکر کہا مان لیں گے اور یقین کریں گے اس لئے کہ ہمارے تجربہ میں ہے کہ آپ نے ابتک کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ ہم نے سچ کے سوا کچھ سُنا ہی نہیں۔تب آپ نے فرمایا تو سن لو میں تم سب کو ایک خدا کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ ایک خدا کو ماننے کی ترغیب دیتا ہوں تم جو یہ بُتوں کو پوجتے ہو ان کو چھوڑ دو۔ یہ کہنا ہی تھا کہ سب کے سب آپ کے مخالف ہوئے۔ لوگوں نے آپ کی دعوت کو قبول نہیں کیا۔ یوں داعی الی اللہ اور دعوت اسلامی کا سب سے پہلا خطاب کوہِ صفا پر ہوا یہ چٹان بھی حدودِ حرم میں میدانی شکل اختیار کرگئی ہے۔صرف نشان باقی ہے۔

غارِ حرا

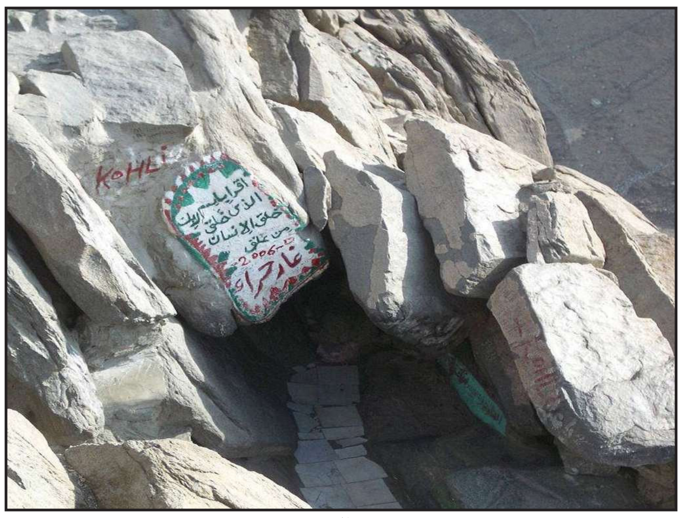

جو مکہ سے پانچ مل دور واقع تھی اب توسیع کی وجہ سے اور قریب ہوگئی ہے۔ یہی وہ جبلِ نور ہے جن میں غار حرا واقع ہے۔ یہ سیرت النبی ﷺ کا پہلا پڑاؤ ہے۔ اب بھی یہاں حضورؐ کے قدموں کی چاپ سُنائی دیتی ہے اُن کے ہونٹوں کا ارتعاش کھُلی فضاء میں محسوس ہوتا ہے۔ دنیا بھر کے مسلمان حج وعمرہ کے موقعہ پر اس دشوار گزار گھاٹی کا مشاہدہ کرنے اور دو رکعت نفل ادا کرنے کے لئے کھنچے چلے آتے ہیں۔ ان میں بوڑھے، جوان، عورتیں، بچے سب ہی ہوتے ہیں۔ جب سے یہ پہاڑ کھڑا ہے اس میں غارِ حرا جوں توں موجود ہے۔ اللہ کے رسولؐ کئی کئی دنوں کی خوراک اور ضروری سامان لیکر اس غار میں تشریف لاتے تھے اور مسلسل اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے تھے اور یہ عبادت اپنے نقطۂ عروج کو پہنچ چکی تھی۔ سلام ہو، اے جبلِ نور! سلام ہو ااے غارِ حرا! سلام ہو اے گزار گاہ رسول! تونے چالیس برس کی عمر تک ازل سے ابد تک کہ سب سے اعلیٰ اور عظیم انسان کے پاؤں چومے ہیں۔ سلام ہو اے تنہائیوں کے نشیمن! تونے اس سے اس نے تجھ سے باتیں کیں ہیں۔ تونے اسے آتے جاتے دیکھا ہے سب سے پہلی وحی تیرے آغوش میں نازل ہوئی۔ تونے جبریل کے پروں کی پھڑ پھڑاہٹ کو سُنا۔ تمام کرہ ارض تیرا ممنون ہے۔ تونے رحمت للعلمین کو تخلیہ مہیا کیا۔ تونے اُن کے آنسوؤں سے موتی چنے، ہم تیرے شکر گزار ہیں۔ لاکھوں سلام صبح و شام اے غار حرا! جب مومنین کی اوّل ماں نے سنا کہ حضور اکرام غار حرا سے اِقْرَاْ کا پیغام لے کر آئے ہیں اور کہہ رہے ہیں زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ، مجھے چادر اڑھاؤ مجھے چادر اڑھاؤ تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ اوّل اُم المومنینؓ نے کہا:

’’اے ابو قاسم! خوش ہو جاؤ اور ثابت قدمی اختیار کرو قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں خدیجہ کی جان ہے---مجھے امید ہے آپ اس امت کے نبی ہوں گے (ابن ہشام)

اس غار سے ایک فوارہ نور نکلا جس نے سارے زمانہ کو روشن کردیا دنیا میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ جَآءَ الْحَقُّ کی بنیاد پڑ گئی اور زَھَقَ الْبَاطِلُ کی شروعات ہوئی۔

آب زم زم

بچہ رو رہا تھا، ایڑیاں رگڑ رہا تھا، پیاس کی شدت نے اسے نڈھال کر دیا تھا، ماں حضرت ہاجرہ علیہا السلام پانی کی تلاش میں صفا اور مروہ پہاڑیوں کے چکر لگارہی تھی۔صحراء میں پانی کہاں؟ ریت کا خشک دامن بچے کے خشک ہونٹوں کو اور بھی زیادہ خشک کر رہا تھا۔ بچہ تڑپ رہا تھا۔ ایڑیاں رگڑ رہا تھا۔ پانی کی تلاش میں حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے صفاومردہ کے ساتھ چکر لگائے ماں بے حال تھی دل تیز تیز دھڑک رہا تھا۔ اسے بچہ کی جان کا خوف لاحق تھا۔ ماں نے محسوس کیا بچے کی چیخیں اور رونے کی آواز رُک گئی ہے تشویش بھری دوڑ کے ساتھ بچہ کی طرف آئیں بچہ نڈھال تھا، ماں کی پُرنم آنکھیں بے بسی کا اظہار کر رہی تھیں۔ سانسیں رُک گئیں۔ ہوش و حواس گم ہوگئے، زبان گونگی لیکن وہ یہ دیکھ کر حیران زدہ رہ گئی کہ جس جگہ بچہ نے ایڑیاں رگڑی تھیں اور جس جگہ اس کی نازک ننھی ایڑیوں نے ریت کا دامن چیر دیا تھا وہاں ریت نم آلود تھی۔ اس نم آلود ریت میں دیکھتے ہی دیکھتے پانی رس رہا تھا۔ پانی اُبل رہا تھا پھر پانی بہنے لگا۔ پانی بہہ کر کہیں ختم نہ ہو جائے اس ماں کی تشویش بھری سوچ تھی۔ جلدی جلدی آگئے بڑھ کر چاروں طرف ریت کی دیواریں بنانی شروع کر دیں۔ وہ ریت کی دیواریں بنائی جارہی تھیں لیکن پانی کہ ریت کی دیواروں کو بہائے لئے جارہا تھا۔ تب حضرت ہاجرہؑ کی زبان نے جُنبش کی زم زم، رُک جا، رُک جا۔ یہ اس دن سے زم زم بنا ہوا ہے۔ رُک گیا ہے۔ کنویں کی شکل اختیار کرگیا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت ہاجرہ علیہا السلام پر رحم فرمائے اگر وہ پانی کے اطراف ریت کی دیواریں نہ بناتیں تو زم زم ایک بہنے والا چشمہ بن جاتا۔ آج اسی زم زم سے ساری دنیا برکت حاصل کر رہی ہے۔

وادئ محسر

یہاں پر یہ حکم ہے کہ تیزی کے ساتھ گزر جاؤ، وادی منی اور مزدلفہ کے درمیان یہ جگہ واقع ہے اور حجاج اس جگہ تیز رفتار سے گزر جاتے ہیں۔ یہی وہ مقام ہے جہاں اصحاب فیل پر کنکریوں کی بارش ہوئی تھی۔ بیت اللہ کو مسمار کرنے کے ارادہ سے آئے ہوئے اس ساٹھ ہزار کے لشکر پر جو ہر طرح کے جنگی ساز و سامان سے لیس تھا ان کو تباہ و برباد کرنے کے لئے ابابیل (پرندے) کنکریاں لیکر آئے تھے اور کنکریوں کی بارش کر کے اس ساٹھ ہزار کے لشکر اور ان کے ہاتھیوں کو تتر بتر کر دیا تھا۔ یہ بیت اللہ کے قریب ترین کا علاقہ ہے جہاں خدا کا غضب اس لشکر پر نازل ہوا تھا۔ آنحضرتؐ کی پیدائش سے صرف ڈیڑھ سال قبل کا یہ واقعہ ہے اس کا تذکرہ بے محل نہ ہوگا۔ بلکہ از دیاد ایمان اور خدا کی ذات پر پختہ یقین کا موجب ہوگا۔ ابرہہ جو یمن کا بادشاہ تھا اپنے عظیم الشان گرجے کو مرجع خلائق بنانے اور بیت اللہ کی عظمت اور مرکزیت کو ختم کرنے کے لئے ساٹھ ہزار کے لشکر اور ہاتھیوں کے ساتھ بیت اللہ پر حملہ ور ہوا تھا۔ ابھی کعبۃ اللہ سے چار میل دور ہی تھا وادی محسر میں تباہ و برباد ہوگیا۔حضورؐ کے دادا حضرت عبد المطلب جو کہ کعبہ کے متولی تھے اُن کے سوا مکہ کے سارے لوگ خوف زدہ ہوکر بھاگ گئے اور پہاڑیوں میں چھُپ گئے۔لیکن عبد المطلب ابرہہ کے پاس گئے ابرہہ نے ان کی تعظیم کی عزت سے انہیں بٹھایا اور دریافت کیا آپ کے آنے کا مقصد کیا ہے۔ میرے اونٹ جو آپ کے لشکریوں نے پکڑ لئے ہیں وہ مجھے واپس کر دئے جائیں عبد المطلب نے کہا۔ ابرہہ ان کے اس مطالبہ پر حیران رہ گیا اور کہنے لگا ’’میں تو آپ کو دیکھ کر آپ کی شخصیت سے بہت مرعوب اور متاثر ہوا ہوں لیکن آپ کا یہ مطالبہ سن کر میں حیران ہوں آپ کو ہو کیا گیا ہے۔ کیا آپ کو علم نہیں میں تو اس بیت اللہ کو ڈھانے کے لئے یہاں آیا ہوا ہوں۔ جو آپ کے آبائی دین کا مرجع خاص ہے اور آپ نے اس بارے میں مجھ سے کوئی بات ہی نہیں کی۔عبد المطلب نے جواب دیا انا رب الابل ورب البیت یمنعہ جناب میں تو صرف اونٹوں کا مالک ہوں اور ان کی واپسی کا مطالبہ ہے۔ جہاں تک بیت اللہ کا تعلق ہے اس کا مالک تو خود خدا تعالیٰ ہے وہ خود ہی اپنے گھر کی حفاظت کریگا۔

تو پھر وہ مجھ سے بچا نہیں سکے گا ابرہہ نے پورے غرور اور تکبر کے ساتھ جواب دیا۔ ٹھیک ہے اب آپ جانیں اور وہ جانیں عبد المطلب نے جواب دیا پھر اپنے اونٹ لیکر واپس چلے آئے۔ واپس آ کر عبد المطلب نے ساری بستی میں منادی کرادی لوگ اپنی حفاظت کے لئے پہاڑیوں کی پناہ گاہوں میں چلے جائیں اور پھر خود بیت اللہ میں سرداران قریش کے ساتھ آئے اور کعبۃ اللہ کے دروازہ پر کنڈا پکڑ کر رو رو کر اللہ کے حضور دُعائیں کیں۔ اگرچہ اُس وقت 360 بُت کعبہ میں موجود تھے۔ لیکن ان ہنگامی حالات میں وہاں سب ان نام نہاد بتوں کی شفاعتوں کو بھول کر صرف اللہ رب العلمین سے دُعائیں کرتے رہے۔ اے خدا! ہر شخص اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے تو بھی اپنے گھر کی حفاظت کر۔ مالک ان کی صلیب اور ان کی تدبیر تیری تدبیر کے مقابلہ میں غالب ہونے نہ پائے۔ میرے مالک میں تیرے سوا کسی سے اُمید نہیں رکھتا۔ اے میرے رب! میرے حرم کی حفاظت کر اس گھر کا دشمن تیرا دشمن ہے یہ دُعا کر کے عبد المطلب اور دیگر سرداران قریش بھی پہاڑیوں میں چلے گئے۔

دوسرے روز ابرہہ کی فوج نے مکہ کی طرف کوچ کیا جب وہ وادی محسر میں پہنچے تو ابرہہ کا خاص ہاتھی محمود آگے بڑھنے سے رُک گیا اور پھر بیٹھ

گیا۔اس کو اٹھانے کے لئے بہت پٹائی ہوئی۔ بہت انکس مارے گئے وہ زخمی ہوگیا لیکن اپنی جگہ سے نہیں ہلا اور وہ آگے بڑھنے کے لئے بالکل تیار نہیں ہوا۔سارا لشکر اس کے پیچھے رُکا ہوا تھا۔ پھر اسی کشمکش میں پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ فضائے آسمانی سے نمودار ہوئے ان کے چونچوں اور پنجوں میں چھوٹے چھوٹے سنگ ریزے تھے۔انہوں نے ابرہہ کے لشکر پر بارش شروع کردی۔جس پر بھی وہ کنکر گرتا اس کا جسم گلنا شروع ہوجاتا۔ کھجاتے کھجاتے جلد پھٹ جاتی خون بہنے لگتا خون اور گوشت پانی کی طرح بہتے تھے۔لشکر پر خوف طاری ہوگیا۔لوگ واپس جانے لگے۔ لیکن ان کے لئے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں تھی جب کہ ان کا تعاقب خدا خود کر رہا تھا۔ اس طرح وہ لشکر افراتفری میں تباہ و برباد ہوگیا۔ بس اصحاب فیل کا عبرت ناک قصہ تاریخ میں رقم ہوا۔ یہ وادیٔ محسر اسی عبرت ناک واقعہ کی یاد دلاتی ہے۔

غارِ ثور

جبل نور سے مغرب کی جانب ایک پہاڑ ہے جس میں یہ غار واقع ہے۔ یہ پہاڑ بھی بہت دشوار گزار گھاٹی ہے۔ غارِ ثور رسول کریمؐ کی سب سے پہلی پناہ گاہ ہے۔مشرکین مکہ نے رسول کریمؐ کو مکہ چھوڑنے اور ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ وہ قتل کرنے پر آمادہ تھے۔منصوبہ بندطریق پر آپؐ کو قتل کرنے کی سازش رچی تھی۔لیکن اللہ تعالیٰ کے اذن سے اللہ کے رسولؐ نے گھر بار، وطن اور سارے تعلقات محض خدا کی خاطر منقطع کر کے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا فیصلہ کیا تھا جب آپ مکہ سے باہر آئے بڑے ہی درد اور کرب اور رقت بھرے الفاظ میں شہر مکہ کو مخاطب ہو کر فرمایا:

”اے مکہ کی مقدس بستی! تو مجھے تمام بستیوں میں سب سے زیادہ عزیز اور پیاری ہے۔عزیز اور پیاری ہی نہیں تو میری جنم بھومی ہے اور خدا کو بھی ساری زمین میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔ مگر میں کیا کروں تیرے رہنے والے مجھے یہاں رہنے دیا ہوتا تو میں کبھی بھی تجھے چھوڑ کر نہیں جاتا۔“

اس کے بعد آپ شہر مکہ چھوڑ کر حضرت ابو بکرؓ کے ہمراہ پہلے سے طے شدہ پلان کے مطابق سفر پر روانہ ہوئے اور دوران سفر اسی غار، غار ثور میں پناہ لی۔ یہ پہاڑ مکہ کے جنوب میں یمن کے راستہ میں ہے اور مکہ مکرمہ سے چار میل کی دوری پر واقع ہے۔ اس غار میں یارِ غار حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ دو دن تک رہے۔ اُدھر مکہ میں کہرام مچ گیا کہ حضورؐ ہجرت کر گئے ہیں۔ وطن چھوڑ چکے ہیں۔ خانہ کعبہ کے صحن میں سرداران قریش اور روسائے مکہ کی پارلیمینٹ منعقد ہوئی جس میں اتفاق رائے سے یہ ریزولیشن پاس کیا:

”محمدؐ کو جو شخص زندہ یا مردہ گرفتار کر کے لائے گا اس کو انعام کے طور پر ایک سو اونٹ دیئے جائیں گے۔“

عام اعلان کرایا گیا۔ انعام کے لالچ میں ہر کوئی میدان میں کود پڑا۔ ماہرین کھوجی کی ایک ٹیم قدموں کے نشانات پر غار ثور کے منہ پر جا رُکی جس میں آنحضرتؐ نے پناہ لے رکھی تھی۔ ان میں سے ایک کھوجی نے کہا کہ یہاں سے آگے کوئی نشان نہیں ملتا یا تو محمدؐ اس غار میں ہیں یا آسمان پر چلے گئے ہیں روئے زمین پر تیسری کوئی جگہ ہی نہیں جہاں محمدؐ نے پناہ لی ہو۔لیکن اُنہی میں سے ایک نے کہا یہاں کیا پاؤ گے؟ اس غار میں تو مکڑی کا جالا محمدؐ کی پیدائش سے بھی پہلے کا تنا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ سب کے سب ناکام و نامراد ہوکر واپس چلے گئے۔ اُدھر حضرت ابو بکرؓ نے غار کے اندر سے ان کی باتیں سنی انکے پاؤں دیکھے پریشانی اور گھبراہٹ کے عالم میں عرض کیا کہ یارسول اللہ دشمن غار کے منہ پر کھڑا ہے ان میں سے کوئی بھی اپنے پاؤں کے نیچے دیکھے تو ہم نظر آئیں گے۔ آپؐ نے فرمایا ”ابو بکرؓ گھبراؤ نہیں اس غار میں ہم دو نہیں، ہم تین ہیں، اللہ ہمارے ساتھ ہے لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا (غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے) سراقہ بن مالک ایک ماہر گھوڑ سوار تھے۔ یہ بھی انعام کی لالچ میں حضورؐ کی تلاش میں اپنے منہ زور گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ دور سے دیکھا حضورؐ اور حضرت ابو بکرؓ کی اونٹنی دھول اُڑاتے ہوئے آگے بڑھ رہی ہے۔ آپ نے گھوڑے کو ایڑ لگائی گھوڑا تیز دوڑنے لگا اور کچھ دور جاکر اوندھے منہ گر پڑا۔عرب کے رواج کے مطابق انہوں نے فال نکالی۔ فال مخالف سمت نکلی یعنی واپس مڑو۔ اہل عرب فال کے خلاف نہیں جاتے تھے۔ پھر بھی وہ آگے بڑھے دوسری دفعہ بھی گھوڑا گر پڑا آپ نے کوئی پرواہ نہیں کی تیسری دفعہ گھوڑا گر پڑا آگے بڑھنے سے صاف انکار میں سر ہلایا تب آپ نے نیتی اور نیت بدل کر پیدل آگے بڑھے۔ سارا واقعہ بیان کیا۔مکہ کی طرف واپس ہونے لگے تو حضورؐ نے فرمایا ”اے سراقہ! تیرا اس وقت کیا حال ہوگا جب قیصر وکسریٰ کے سونے کے کنگن تیرے ہاتھ میں پہنائے جائیں گے۔“ جب دور فاروقی میں قیصر و کسریٰ فتح ہوئے تو مال غنیمت میں قیصر وکسریٰ کے سونے کے کنگن بھی ہاتھ لگے تب حضرت عمرؓ نے ظاہری طور پر بھی اس پیشگوئی کو عملی جامہ پہنایا۔سراقہ بن مالک کے ہاتھوں میں وہ سونے کے کنگن پہنائے۔

مسجد عقبہ

یہ مسجد جو مکہ مکرمہ سے منیٰ کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں آتی ہے۔ یہ چھوٹی سی گھاٹی اور اس میں واقع یہ مسجد اس بیعت عقبہ کی یادگار ہے۔ بعثت نبویؐ کے گیارھویں سال قبائل عرب کو دعوت الی اللہ کا پیغام پہنچانے کے لئے روانہ ہوئے تھے اس وقت آپ کی ملاقات قبیلہ خزرج کے چند افراد سے ہوئی تھی۔حضورؐ نے ان لوگوں دعوت الی اللہ کا پیغام دیا تھا اور

اسلام کی باتیں سنائیں اور قبول اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہی نبی ہیں جن کی آمد کی خبر ہمیں یہودی دیا کرتے تھے۔ ایسا نہ ہو کہ اس نبی پر ایمان لانے میں وہ لوگ ہم پر سبقت لے جائیں۔ یہ تھے مدینہ کے وہ جانثار لوگ جو اس مقام عقبہ پر جمع ہوکر اسلام کے لئے جذبہ فدائیت کا اظہار کر رہے تھے۔ تاریخ کا رُخ بدل جانے کی یادگار یہی مسجد عقبہ ہے۔ آج بھی عشاقِ اسلام کی زیارت گاہ اور ان انقلابی ایام جہاد و ایمان کی یاد تازہ کرتی ہے۔

مسجد قبلتین

یہی مسجد قبلہ اوّل بیت المقدّس سے کعبہ شریف کی طرف قبلہ تبدیل کرنے کی ایک یادگار مسجد ہے۔ مدینہ منورہ کے مغربی جانب واقع ہے۔ تحویل قبلہ کے حوالہ سے اپنا ایک منفرد تاریخی اہمیت کی حامل اور مقام رکھتی ہے۔ اس مسجد کو قبلتین کا نام بھی ہجرت مدینہ کے دوسرے سال حضور اکرمؐ نے اس وقت دیا جب آپ کو دورانِ نماز اللہ تعالیٰ نے اپنا رخِ انور بیت المقدس سے بیت اللہ کی طرف موڑنے کا حکم دیا۔ آپ نے نمازیوں سمیت اپنا رُخ موڑ لیا۔ آج بھی اس مسجد میں دو قبلہ گاہ (محراب) ہیں۔ یہ صورت حال حضورؐ کی خواہش اور دلی منشاء کے مطابق ہوا۔ آپ کی یہ تمنا تھی کہ مسلمانوں کا قبلہ خانہ کعبہ کی جانب ہو جس کے بانی حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔

مسجد قباء

مدینہ منورہ کی مساجد میں مسجد نبوی کے علاوہ صرف مسجد قباء میں نماز پڑھنے کی فضیلت ہے۔ اس لئے کہ رسول کریمؐ خود بھی مسجد قباء میں جاکر نمازیں ادا کرتے تھے۔ وہاں دو رکعت نفل نماز ادا کرتے تھے۔ آپؐ نے اس کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:-

من تطهر في بيته ثم اتى مسجد قباء فصلّى فيه صلاة كان له كاجر عمرة

(ترمذی، ابن ماجہ)

جس شخص نے اپنے گھر میں وضوع کیا۔ پھر مسجد قباء میں آیا اور اس میں نماز پڑھی تو اسے عمرہ کا ثواب ملے گا۔ اس لئے اس مسجد کو بھی اہمیت حاصل ہے۔

مدینۃ النبی

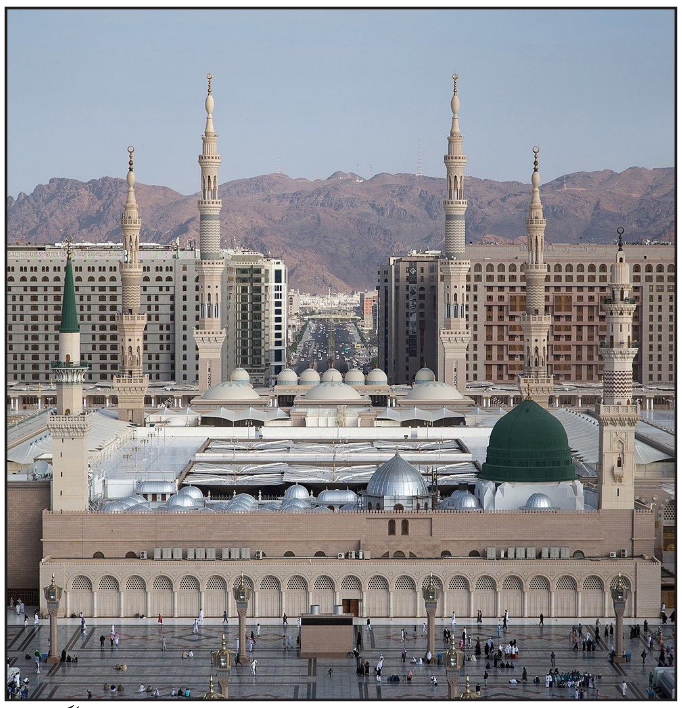

جیسے جیسے مدینہ کے آثار قریب ہوتے گئے دھڑکنیں تیز ہوتی گئیں۔ عجیب کیفیت طاری ہوئی دل نے کہا جہاں سے آرہے ہو وہ بیت اللہ، اللہ کا گھر ہے وہاں بندہ کا ناز اپنے خالق سے ہے۔ یہاں یہ اللہ کے محبوب کا گھر ہے۔ آہستہ چلنا یہ باادب لوگوں کی رہائش گاہ ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ ”میں اس شخص کو سو کوڑے لگاؤں گا جس نے کبھی مدینہ کے موسم کی شکایت کی“ جہاں وجہ نمود کائنات کی آرام گاہ ہو وہاں کے موسم میں خلل وخرابی کا امکان ہی نہیں۔ اپنی بے بسی، کم مائیگی اور بے سروسامانی پر غور کرو۔ ختم المرسلین کے دربار میں حاضری دے رہے ہو دربار میں بے مایا ں لوگ حاضر نہیں ہوتے۔ تم نے بڑا حوصلہ کیا گنہگار وخطا کار ہو کر بھی چلے آئے ہو۔ شفیع المذنبین کی چوکھٹ پر جا رہے ہو۔ یہ حصہ یہ جگہ جہاں حضورؐ آرام فرما رہے ہیں تمام کائنات سے افضل ترین اعلیٰ و برتر ہے۔ ساری کائنات مل کر بھی اس کا ہمسر نہیں ہوسکتی۔ کہاں اس گھر کی عالم پناہی اور کہاں اس ذرّہ حقیر کی روسیاہی؟ حضور پاکؐ کے روبرو کھڑے ہونا آسان نہیں۔ وہ حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمر بن خطاب، حضرت عثمان بن غنیؓ وحضرت علی مرتضیٰؓ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی تھے۔ جو حضورؐ کے سامنے حاضر ہوئے اور گفتگار نبوت کے موتی چنتے تھے۔ تمہاری کیا بساط اور تمہاری حیثیت ہی کیا ہے۔ تم میں وہ دم خم ہے۔ تم وہاں پر ہو جس کے قدم قدم پر محمدؐ کے حسن کرام کے پھول کھلتے ہیں۔ جہاں وقت کے بہترین انسان چلتے پھرتے تھے۔ آج بھی حضرت بلالؓ کی اذانیں سنائی دیتی ہیں۔ تھوڑی ہی دیر میں مَیں وہاں تھا جہاں اللہ تبارک وتعالیٰ نے عرش وفرش کی تمام فضیلتیں جمع کر دی ہیں۔ جہاں پر ہر وقت فرشتے دنیا بھر سے درود وسلام کی جھولیاں بھر بھر کر لا کر نچھاور کر رہے ہیں۔

حجرہ حضرت عائشہؓ

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ ہے جس میں صرف تین قبروں کی گنجائش ہے۔ پہلی قبر حضرت رسول کریمؐ کی، دوسری قبر حضرت ابو بکر صدیقؓ کی اور تیسری حضرت عمر بن خطابؓ کی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے تیسری جگہ اپنے لئے مخصوص کر رکھی تھی۔ جب حضرت عمر بن خطابؓ پر قاتلانہ حملہ ہوا تو آپ نے اپنے بیٹے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کو حضرت عائشہؓ کی خدمت میں بھیجا کہ اُم المومنین حضرت عائشہؓ سے درخواست کی جائے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے بغل کے پاس والی خالی جگہ پر حضرت عمر بن خطابؓ کی تدفین کے لئے بخوشی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔ جس طرح میں زندگی میں ان کے ساتھ رہا مرنے کے بعد بھی مجھے ان کا ساتھ ملے۔ جس پر حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ ”یہ جگہ میں اپنے لئے مخصوص کر رکھی تھی۔ آج اپنے پر حضرت عمر بن خطابؓ کو ترجیح دیتی ہوں اور بخوشی اجازت دیتی ہوں۔“ چنانچہ تینوں اصحاب اسی حجرہ میں مدفون ہیں۔ اس حجرہ کے سامنے پولیس کا کڑا پہرہ ہے۔ کسی کو رکنے اور ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنے کی قطعی اجازت نہیں۔ اگر کوئی غلطی سے رُکے یا ہاتھ اُٹھائے دعا کے لئے تو سختی برتی جاتی ہے۔

جب حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ حج کے لئے تشریف لائے تو آپ شاہ فیصل کے خصوصی مہمان رہے۔ شاہ فیصل کو آپ کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کے لئے حجرہ عائشہؓ کو باقاعدہ کھول دیا گیا تھا۔ چوہدری صاحب موصوف نے بیان کیا ”حجرہ کے اندر صرف تین قبریں تھیں ہر قبر کے سرے پر چھوٹی سی تختی لگی ہوئی ہے۔ جس پر لکھا ہوا ہے ھذا قبر محمد بن عبدؐ۔ ھذا قبر ابو بکر صدیقؓ، ھذا قبر عمر بن خطابؓ، حضرت چوہدری صاحب موصوف کو ان قبروں کے سامنے روبرو کھڑے ہو کر دُعا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ۔ اب یہ حجرہ بھی مسجد نبوی کے اندر داخل ہو گیا ہے۔

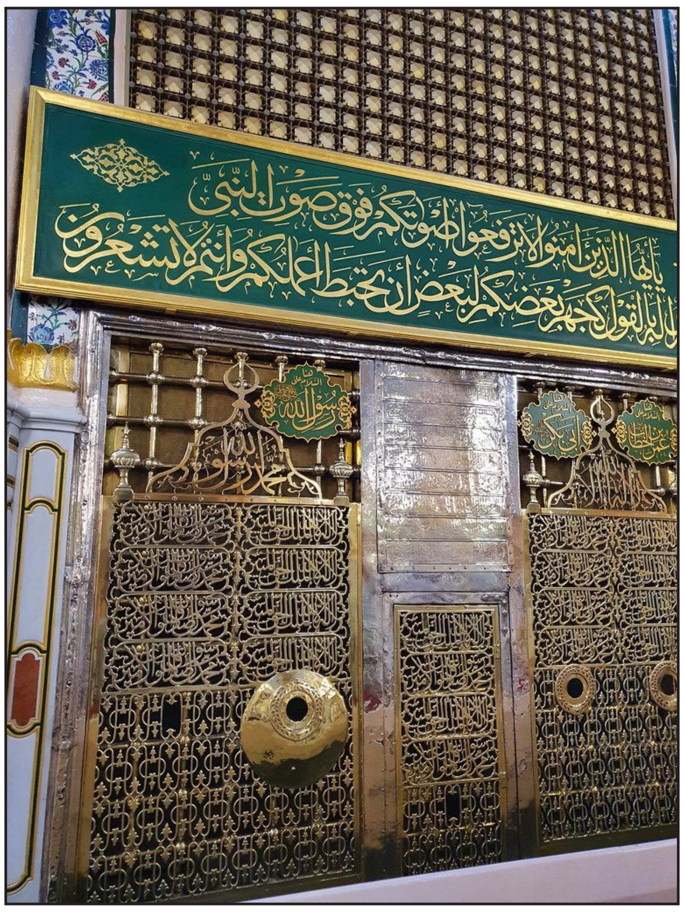

ممبر رسول

آج بھی یہ مخصوص جگہ قائم ہے چاروں طرف سٹیل کی جالی لگائی گئی ہے۔ یہاں پر کھڑے ہو کر حضور پاکؐ خطبہ جمعہ اور خطابات فرمایا کرتے تھے۔ آپ کے بعد بالترتیب حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر بن خطابؓ، حضرت عثمان غنی بن طالبؓ، حضرت علی ابن طالب خطبہ جمعہ اور خطابات فرمایا کرتے تھے۔ ممبر رسول کے ساتھ ہی ایک بیری کا درخت

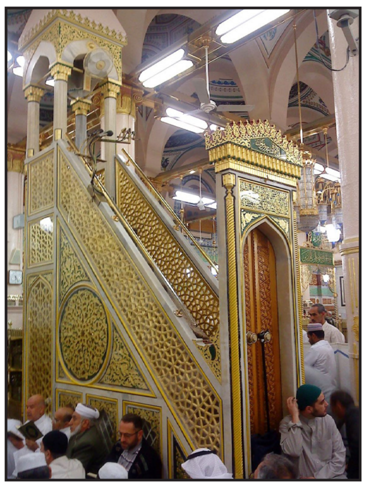

تھا جس پر سہارا لیکر حضور پاکؐ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ اور خود حضرت عمرؓ بھی سہارا لیکر خطاب فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے اپنے دور خلافت میں اس بابرکت درخت کو اس خدشہ کی بناء پر کہ بعد میں یہ شرک کی جگہ نہ لے، اُسے کٹوا دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب درخت کو کاٹا جا رہا تھا تو درخت زار وقطار رو رہا تھا اور حضرت عمر بن خطابؓ سے بزبان حال شکوہ کیا اے عمرؓ! تم اس درخت کو کاٹ رہے ہو جس کا سہارا لیکر حضور پاکؐ اور آپ کے ساتھی حضرت ابو بکر صدیقؓ زندگی بھر اور تم خود بھی کچھ عرصہ خطبہ جمعہ اور خطاب فرمایا کرتے تھے؟

روضۃ من ریاض الجنہ

یہ جگہ پہلے مسجد نبوی کے بہت باہر تھی۔ میں بھی اسی خیال میں مسجد نبوی کے باہر تلاش کرنے لگا۔ مجھے نظر نہیں آئی۔ ایک عرب دوست نے میری بے چینی کو محسوس کیا تو مجھ سے مخاطب ہوا کہ ھل ھذا اول زیارۃ لك (کیا آپ پہلی مرتبہ آئے ہیں) میں نے جواب دیا کہ نعم (ہاں) پھر اس نے پوچھا تبحث عن احد (کیا آپ کسی کو تلاش کر رہے ہیں) میں نے جواب دیا نعم روضۃ من ریاض الجنۃ ھوفی المسجد النبوی وہ تو مسجد نبوی کے اندر ہی ہے۔ پھر میں مسجد نبوی کے اندر داخل ہوا۔ میں نے دیکھا اس حصہ کو چاروں طرف سے سٹیل سے گھیرا گیا ہے۔ جنگلہ کی شکل دی گئی صرف اندر جانے کے لئے مختصر راستہ دیا گیا ہے۔ زائرین کی ہر وقت بھیڑ لائین میں لگی رہتی ہے اندر جانے کے لئے۔ اندر داخل ہو کر ذکر الٰہی اور نوافل ادا کرتے ہیں۔ خاکسار کو بھی کئی بار اندر داخل ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ الحمدللہ۔

جنت البقیع

نماز فجر کی ادائیگی کے بعد روضہ رسول پر سلام عرض کر کے جنت البقیع کی طرف چل پڑا۔ جو حرم نبویؐ کے شرقی جانب تھوڑی ہی دور پر واقع ہے۔ داخل ہوتے ہی دائیں ہاتھ کے ایک کونے میں حضورؐ کی پھوپھیاں عاتکہؓ، صفیہؓ اور فاطمہؓ کے مزار ہیں۔ تھوڑا سا آگے جائیں تو نو اُمہات المومنین، حضرت عائشہؓ، حضرت سودہؓ، حضرت زینبؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت اُم سلمہ، حضرت جویریہؓ، حضرت ام حبیبہؓ اور حضرت صفیہؓ محو خواب ہیں۔ دوسری جانب شہداء کے مزارات کا ٹکڑا ہے اور عین سامنے حضورؐ کے فرزند حضرت ابراہیم کی لحد ہے اور ادھر عبد الرحمن بن عوفؓ، حضرت رقیہ بنت عثمانؓ محمد بن ابی وقاصؓ، عبد اللہ بن عمرؓ آسودہ خاک ہیں۔ آخری کونہ میں حضرت عثمان غنیؓ کا مزار ہے۔ اس مزار سے ذرا ہٹ کر دیوار کے ساتھ ہی حلیمہ سعدیہؓ کی قبر ہے اور کئی ایک قبروں کی نشاندہی نہیں۔ قبروں کی شکل ہے سنگریزوں کا حاشیہ ہے۔ سینوں پر کنکریاں پڑی ہوئی ہیں۔ جنت البقیع کو دیکھیں تو سوگوار معلوم ہوتا ہے۔ ویرانی ٹپک رہی ہے لیکن جنت کا سماں ہے۔ بہشتی مقبرہ قادیان میں نصب ایک کتبہ کی رو سے حضرت شیخ حسن احمدیؓ یادگیر کا مزار بھی اس جنت البقیع میں ہے۔

غلام مصباح بلوچ۔ استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا

حضرت منشی غلام محمدؓ
لکھن کلاں ضلع گورداسپور

حضرت منشی غلام محمد صاحب رضی اللہ عنہ ولد محمد نامدار صاحب لکھن کلاں ڈاک خانہ کلانور ضلع گورداسپور کے رہنے والے تھے۔ مورخہ 29/مارچ 1902ء کو بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ آپ شعبہ تدریس سے وابستہ تھے چنانچہ قبول احمدیت کے بعد مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے ساتھ منسلک ہوگئے اور پھر ساری زندگی یہیں خدمت سلسلہ میں گزار دی۔ اپنی ابتدائی زندگی کا ذکر کرتے ہوئے آپ بیان کرتے ہیں:

''میں 2/ اپریل 1864ء کو پیدا ہوا۔ جنوری 1888ء کو مڈل ورنیکلر پاس ہوا۔ 16 مئی 1888ء کو دورانگلہ تحصیل گورداسپور میں مدرس ہوا۔ اکتوبر 1888ء کو نورمل سکول جالندھر میں داخل ہوا۔ وہاں ایک سال کی تعلیم کے بعد سالانہ امتحان دے کر کوٹ سنتھو کھرائے میں اوّل مدرس مقرر ہوا۔ وہاں سے تین ماہ بعد تبدیل ہو کر جنڈی حونتہ میں چلا گیا۔ وہاں ایک مولوی فتح محمد نامی نے 1890ء میں باتوں باتوں میں یہ بیان کیا کہ مرزائیوں اور عیسائیوں کی کتابیں نہیں پڑھنی چاہئیں۔ اس کی اس بات سے دل میں بہت تعجب ہوا چونکہ اس کا معتقد تھا۔ اس لئے دل ہی دل میں پیچ و تاب کھا کر چپ رہا۔ پھر وہاں تبدیل ہوتا ہوا تا شروع 1896ء مستعفی ہو کر مشن سکول کی ملازمت اختیار کر لی۔ اس سکول (میں) پہلے میرے والد صاحب مرحوم مدرس تھے۔ وہ جنوری 1896ء کو فوت ہوئے۔ وہ چالیس سال سرکاری سکولوں میں مدرسی کے بعد ریٹائر ہوئے۔ اور میں (نے) 1888ء کو مشن سکول میں ملازمت کر لی اور میں نے جنوری 1896ء سے مئی 1903ء تک مشن سکول کی ملازمت کی۔ مئی 1903ء کو مشن سکول افسروں نے مجھے سکول کی ملازمت سے الگ کر دیا اس لئے کہ 29/ مارچ 1902ء کو حضرت مسیح موعود (کے) دست مبارک پر بیعت کر لی۔ یہ خدا کا فضل کہ میرے جیسے نالائق کو الٰہی سلسلہ کا ممبر بنا دیا۔ جب سے میں دارالامان میں کئی نشان دیکھے اور حضور کی زیارت سے فیض یاب ہوتا رہا۔''

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 6 صفحہ 171-172)

آپ کے ساتھ آپ کے گاؤں کے ہی رہنے والے ایک اور ساتھی حضرت مولوی سکندر علی صاحبؓ (وفات: 22/دسمبر 1955ء بہشتی مقبرہ ربوہ) نے بھی بیعت کی جن کی معیت میں آپ نے احمدیت کے متعلق تحقیق کی تھی۔ جیسا کہ آپ نے ذکر کیا ہے کہ قبول احمدیت کی وجہ سے آپ کو مشن ملازمت سے فارغ کر دیا گیا جس کے کچھ عرصہ بعد 1905ء میں مدرسہ تعلیم الاسلام میں مدرس مقرر کیے گئے (بدر 12/ جنوری 1906ء صفحہ 8 کالم 3) اور پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ حضرت اقدس علیہ السلام کی زندگی میں کئی نشانوں کے پورے ہونے کے خود گواہ ہوئے، آپ نے اپنی روایات میں بیان کیا ہے کہ

''میں اس نشان کا گواہ ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ کا گھر طاعون سے پاک رہا۔ بلکہ اگر کوئی طاعون شدہ اس میں داخل ہوا۔ شفا پائی۔

ایک بچے کو پاگل کتے نے کاٹا۔ اس کو کسولی بھیجا گیا وہاں سے واپس آنے کے کئی دن بعد وہ لڑکا پاگل ہوگیا۔ ڈاکٹر کو اطلاع دی گئی تو ڈاکٹر نے کہا اب اس کا کوئی علاج نہیں۔ پر حضرت مسیح موعودؑ نے اس کے لئے دعا کی اور وہ اچھا ہوگیا۔ مدرسہ دینیات میں اسے ایک سال دیکھا۔ اس کا بیٹا مدرسہ احمدیہ (میں) آیا ہوا ہے۔ یہ بھی نشان سامنے ہوا۔

جب میں مدرسہ سیکھواں میں تبدیل ہوا تو میں نے حضور کو دعا کے واسطے لکھا آپ نے میری درخواست (کے جواب میں) پر لکھا۔ حکم ماننا سعادت ہے چلے جاؤ۔ بڑا بابرکت ہو گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔''

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 6 صفحہ 171-172)

کتاب حقیقۃ الوحی میں ''سخت زلزلہ والی پیشگوئی مورخہ 28/فروری 1907ء کے قبل از وقت سُننے کے گواہ'' کے تحت درج اسماء میں ساتویں نمبر پر آپ کا نام ''غلام محمد مدرس لوئر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان'' درج ہے۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 490)

آپ 1928ء میں ہائی سکول قادیان سے ریٹائر ہوئے۔ قادیان میں آپ کی رہائش محلہ دارالفضل میں تھی، تاریخ احمدیت جلد ہشتم میں درج صحابہ قادیان کی فہرست میں آپ کا نام 181 نمبر پر درج ہے۔ آپ نے 31/دسمبر 1945ء کو وفات پائی اور بوجہ موصی (وصیت نمبر 407) ہونے کے بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئے، اخبار الفضل نے خبر وفات دیتے ہوئے لکھا: ''افسوس منشی غلام محمد صاحب مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول پنشنر محلہ دارالفضل جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے صحابہ میں سے تھے، کل بعمر قریبًا 82 سال وفات پا گئے، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ آج 11 بجے دن حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی اور مرحوم کو بہشتی مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ احباب مرحوم کی بلندی درجات کے لیے دعا کریں۔''

(الفضل 2/ جنوری 1946ء صفحہ 1)

آپ کی اہلیہ حضرت رحمت بی بی صاحبہ بھی صحابیہ کے درجے سے مشرف تھیں، جنہوں نے 3/ جنوری 1937ء کو بعمر 76 سال وفات پائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی جس کے بعد بوجہ موصیہ (وصیت نمبر 409) ہونے کے بہشتی مقبرہ قادیان میں مدفون ہوئیں۔

(الفضل 5/ جنوری 1937ء صفحہ 1)

آپ کی بیٹی محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ کا نکاح حضرت خلیفہ اول نے شیخ رحیم بخش صاحب راجپال واعظ اسلام کے ساتھ 300 روپے حق مہر پر پڑھایا۔

(بدر 11/ دسمبر 1913ء صفحہ 1)

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

اللہ تعالیٰ کیا چاہتا ہے اپنے بارے میں؟ یہ ساری چیزیں جب تک تمہیں پتہ نہ لگیں تم پکی احمدی مسلمان بن ہی نہیں سکتی۔ یہ سوال پڑھے لکھے کے ذہن میں اٹھتے ہیں۔ ضرور اٹھنے چاہئیں۔ لیکن اس پہ ضدی ہو کے اس کو چھوڑنا نہیں چاہئے۔ بلکہ اس کا حل تلاش کرنا چاہئے اور اس وقت تک نہ چھوڑو جب تک اس کا حل نہ مل جائے۔''

سوال۔ ایک اور لجنہ کی ممبر نے سوال کیا کہ حضور! میرا سوال ہے کہ ہم کیا ایسا عمل کریں کہ ہم میں عاجزی اور انکساری پیدا ہو؟

جواب۔ حضور نے جواب میں فرمایا کہ ''اپنے آپ کو عاجز سمجھو۔ ایک تو اللہ تعالیٰ سے پانچ وقت کی نمازوں میں دعا کیا کرو کہ اللہ تعالیٰ میرے اندر تکبر نہ پیدا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں تکبر کو نہیں پسند کرتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں تکبر سے بچا کر رکھے۔ اور پھر جب لوگوں سے ملو اچھے اخلاق دکھا کر ملو۔ سلام کرو ہر ایک کو اور ہر ایک سے ہنس کے، مسکرا کے بات کرو اَور بہرحال یہ دیکھو کہ میں احمدی ہوں، احمدی مسلمان ہوں۔ میں نے اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کو خوش کرنا ہے۔''

(This Week with Huzoor مؤرخہ 25 فروری 2022ء

مطبوعہ الفضل آن لائن 19/ مارچ 2022ء)

بقیہ: مالی کے تیرھویں جلسہ سالانہ ...... از صفحہ 12

سالانہ کے اختتام پر ملک کے نیشنل ٹیلیویژن سمیت 5 ٹیلیویژن نے جلسہ سالانہ مالی کے حوالے سے رپورٹ نشر کی۔ جماعت احمدیہ کے 15 ریڈیو اسٹیشنز پر جلسہ کی تینوں دن کی تمام کاروائی نشر کی گئی جسے احمدی احباب اور غیر از جماعت احباب نے مالی کے مختلف شہروں میں گھر بیٹھے سنا اور بہت پسند کیا۔ اس کے علاوہ 3 اخبارات اور 3 آن لائن اخبارات نے جلسہ سالانہ مالی کے حوالے سے رپورٹ شائع کی۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق پریس اور میڈیا کے ذریعہ سے تقریباً 10 ملین افراد تک جماعت احمدیہ اور جلسہ سالانہ کا مثبت تعارف پہنچا۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ

آخر میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام شاملین جلسہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا وارث بنائے اور جن مقاصد کے لئے پیارے امام علیہ السلام نے جلسہ سالانہ کا آغاز کیا تھا اللہ کرے کہ ان مقاصد کو کما حقہ ہم حاصل کرنے والے بنیں۔ آمین

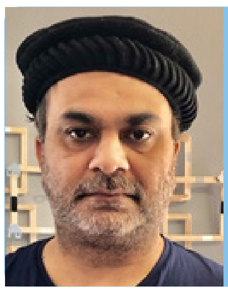

عاطف وقاص۔ ٹورنٹو کینیڈا

آؤ! اُردو سیکھیں

سبق نمبر 44

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ ہم اردو زبان کے قواعد کے ذریعے سے اردو زبان لکھنا اور بولنا سیکھ رہے ہیں۔ اسی سلسلے میں ہم فعل جسے انگریزی میں verb کہا جاتا ہے کی وقت کے لحاظ سے مختلف صورتیں اور حالتیں مطالعہ کر رہے ہیں۔ پس آج کے سبق کے لئے ہم زمانہ حال کی اس حالت کا انتخاب کیا ہے جو یہ ظاہر کرتی ہے کہ فعل یعنی کام ابھی ابھی ختم یا مکمل ہوا ہے۔ اس حالت کو حال تمام کہا جاتا ہے۔ اب ہم اس کی تفصیلات میں جائیں گے اور مختلف مثالوں سے اسے سیکھنے کی کوشش کریں گے۔

حال تمام Present Perfect

جیسا کہ اوپر تعریف میں بتا دیا گیا ہے حال تمام ایک ایسے کام یا فعل کو ظاہر کرتا ہے جو ابھی ابھی ختم ہوا ہے۔ جیسے وہ آیا ہے، پیغام لایا ہے۔ وہ کھا چکا ہے۔ وہ جا چکا ہے۔ وغیرہ

بنانے کا طریقہ: کسی مصدر یعنی infinitive کی آخری علامت نا، نے وغیرہ کو ہٹانے سے باقی مادہ فعل رہ جاتا ہے یعنی فعل کی حکمیہ شکل جیسے لانا ایک مصدر ہے، نا ہٹا دیں تو رہ جاتا ہے لا، یہ ایک حکم ہے اب اس کے آگے اگر یا کا اضافہ کر دیں تو یہ ماضی تمام یعنی Past Participle بن جائے گا۔ جیسے وہ لایا یعنی He brought اب اگر وہ لایا کے آگے ہے کا اضافہ کر دیں جو ایک امدادی فعل ہے یعنی helping verb تو بن جائے گا، وہ لایا ہے۔ پس یہ حال تمام یعنی Present Perfect ہے۔

دوسرا طریقہ: مادہ فعل کے بعد اگر چکا ہے، چکے ہیں، چکی ہیں، لگا دیا جائے جو کہ دو امدادی فعل Helping Verbs ہیں تو بھی حال تمام بن جاتا ہے جیسے وہ لا چکا ہے۔ وہ کھا چکا ہے۔ دوسرے طریقے کے استعمال سے فعل کی تکمیل پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ یعنی ایک کام لازماً مکمل ہو چکا ہے۔

مثالیں

وہ خبر لایا ہے۔ یہاں فاعل واحد مذکر Masculine singular ہے۔ وہ خبر لائی ہے۔ یہاں فاعل مونث ہونے کے باعث فعل کی شکل تبدیل ہوئی ہے یعنی لایا سے لائی ہوگیا۔ وہ خبر لائے ہیں۔ یہاں فاعل مذکر جمع ہیں۔ اس لئے نہ صرف فعل کی شکل تبدیل ہوئی ہے بلکہ امدادی فعل بھی تبدیل ہوگیا۔ یعنی پہلے لایا سے لائے ہوا، اور پھر ہے بدل کر ہیں ہوگیا۔ ہے اور ہیں امدادی فعل ہیں۔

حال احتمالی

اس میں زمانہ حال کے کسی فعل میں احتمال یعنی امکان پایا جاتا ہے۔ جیسے وہ آتا ہوگا یا وہ آرہا ہوگا۔ اس صورت میں کہنے والے کو امید ہے اور وہ ایک امکان ظاہر کر رہا ہے۔ انگریزی زبان میں اس مقصد کے لئے اصل فعل کے ساتھ بعض Modal verbs استعمال کئے جاتے ہیں جیسے Might, could, would, should وغیرہ۔

پس اگر کہیں کہ وہ آتا ہوگا تو اس میں جلد ہی ایسا ہونے کا اظہار بھی ہے لیکن اگر کہیں کہ وہ آرہا ہوگا تو اس میں امکانی طور پہ ایک جاری فعل کا اظہار ہے جو ہو رہا ہوگا۔ عام طور پہ اس طرح بات کرتے ہوئے بعض اور الفاظ بھی جملے میں آتے ہیں جیسے، ممکن ہے، وہ آرہے ہوں۔ امید ہے وہ آرہا ہو۔ کیا تعجب کہ آج چاند نکل آئے اور کل عید ہو۔ جب ایسے الفاظ کا اضافہ کیا جاتا ہے تو گا ہٹا دیا جاتا ہے۔ تاہم جب گا حذف ہو جاتا ہے یعنی ہٹا دیا جاتا ہے تو امکان کمزور ہو جاتا ہے۔

بعض اوقات زمانہ حال میں احتمال یا امکان کی پہلی صورت یعنی زمانہ ماضی کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ جیسے کرتا ہوگا۔ اس میں عادت پائی جاتی ہے جیسے ہم کسی سے پوچھیں کہ تم نے کبھی اسے ایسا کرتے دیکھا، وہ جواب میں کہے میں نہیں جانتا، کرتا ہوگا۔ تو یہاں صاف طور پہ ایک ایسے امکان کے معنی ہیں جو ماضی میں تھا۔ یعنی ماضی احتمالی۔

جس طرح انگریزی زبان میں خلاصہ بیان کرنے کے لئے ماضی کے واقعات کو حال مطلق یعنی Present indefinite میں بیان کیا جاتا ہے اسی طرح اردو میں بھی ماضی کے واقعات کو حال میں بیان کیا جاتا ہے۔ مثلاً ’اس کے بعد بابر ہند پر حملہ کرتا ہے اور ہندوستانی فوج کو شکست دیتا ہے‘۔ اردو زبان میں اسے حال حکائی کہتے ہیں۔ یہ زمانہ حال کی وہ صورت ہے جس میں گزشتہ حالات و واقعات کو زمانہ حال میں بیان کیا جاتا ہے۔ جیسے کہانی میں، آنکھوں دیکھا حال بیان کرنے میں،

مزید امثال حال تمام

میں نے نئے کپڑے پہن لئے ہیں۔ (سادہ حالت)۔ آمنہ نماز پڑھ چکی ہے۔ سعید نماز پڑھ چکا ہے۔ فاعل مونث ہو تو چکی ہے، چکی ہیں اور مذکر ہو تو چکا ہے، چکے ہیں۔

کیا آمنہ نماز پڑھ چکی ہے؟ (سوالیہ)۔ نہیں، آمنہ نے نماز نہیں پڑھی ہے۔ کیوں، آمنہ نے نماز کیوں نہیں پڑھی ہے؟۔ آپ لوگوں نے یہ جوتے کہاں سے خریدے ہیں؟ ہم تو نئے جوتے پہلے ہی سے خرید چکے ہیں۔ یہ تمام فقرے حال تمام کے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

اور ہزار ہا قسم کی بدعات ہر فرقہ اور گروہ میں اپنے اپنے رنگ کی پیدا ہو چکی ہیں۔ تقویٰ اور طہارت جو اسلام کا اصل منشاء اور مقصود تھا جس کے لئے آنحضرت ﷺ نے خطرناک مصائب برداشت کیں جن کو بجز نبوت کے دل کے کوئی دوسرا برداشت نہیں کر سکتا وہ آج مفقود و معدوم ہو گیا ہے۔ جیل خانوں میں جا کر دیکھو کہ جرائم پیشہ لوگوں میں زیادہ تعداد کن کی ہے۔ زنا، شراب اور اتلاف حقوق اور دوسرے جرائم اس کثرت سے ہو رہے ہیں کہ گویا یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ کوئی خدا نہیں۔ اگر مختلف طبقات قوم کی خرابیوں اور نقائص پر مفصل بحث کی جاوے تو ایک ضخیم کتاب طیار ہو جاوے۔ ہر دانشمند اور غور کرنے والا انسان قوم کے مختلف افراد کی حالت پر نظر کر کے اس صحیح اور یقینی نتیجہ پر پہنچ جاوے گا کہ وہ تقویٰ جو قرآن کریم کی علّت غائی تھا جو اکرام کا اصل موجب اور ذریعہ شرافت تھا آج موجود نہیں۔ عملی حالت جس کی اشد ضرورت تھی کہ اچھی ہوتی اور جو غیروں اور مسلمانوں میں مابہ الامتیاز سخت کمزور اور خراب ہو گئی ہیں۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 233 ایڈیشن 2016)

اقتباس کے مشکل الفاظ کے معنی

بدعات: بدعت کی جمع، دین میں کوئی ایسی نئی بات جس کا قرآن اور سنت میں وجود نہ ہو، دین میں کوئی نئی رسم۔

طہارت: پاکیزگی، صفائی۔ بزرگی، تقدس؛ حُرمت؛ برگزیدگی۔

منشا: غرض و غایت، سبب، باعث، مرضی، مقصد، مدعا، عندیہ

مصائب: مصیبت کی جمع

بجز: سوائے Except

مفقود و معدوم: کھویا ہوا، غائب، نادر، ناپید، گم شدہ، جو پایا نہ جائے غیر موجود، مٹایا گیا، فنا کیا گیا۔

جیل خانہ: Prison

جرائم پیشہ: Criminal

اتلاف حقوق: حقوق کا کھونا، نقصان، بربادی۔

طبقاتِ قوم: Different classes of a nation

مفصل: تفصیلی Detailed

ضخیم: بڑے حجم والا، بڑی جسامت والا، موٹا، دبیز۔

علّتِ غائی: مقصودِ اعلیٰ، اصل سبب، جس سبب کے لیے کوئی کام کیا جائے۔

اصل موجب: بنیادی وجہ

مابہ الامتیاز: وہ چیز یا خصوصیت جو کسی شے کو دوسروں سے الگ پہچان دے۔

رپورٹ: احمد بلال مغل۔ مبلغ سلسلہ مالی

مالی کے تیرھویں جلسہ سالانہ کا انعقاد

اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بے شمار احسانات میں سے ایک احسان جلسہ سالانہ کے نظام کا اجراء ہے۔ جلسہ سالانہ کے ذریعہ سے جہاں احباب کے روحانی، اخلاقی اور علمی معیار بلند ہوتے ہیں وہیں ان جلسہ جات کے ذریعہ سے احباب جماعت میں محبت، اخوت اور بھائی چارہ فروغ پاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان فرماتے ہیں کہ

’’۔۔۔اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے۔‘‘

(اشتہار 7 دسمبر 1892ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 340 تا 341)

جلسہ سالانہ کا پودا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1891ء میں اپنے ہاتھ سے لگایا تھا آج اللہ کے فضل سے ایک تناور اور مضبوط درخت بن گیا ہے جس کی شاخیں دنیا کے ہر ملک جہاں نظام جماعت قائم ہے پھیل چکی ہیں اور مختلف ممالک میں بسنے والے احمدی اس درخت کی سایہ دار برکات اور پھلوں کی مانند فیوض سے مستفیض ہو رہے ہیں۔

گزشتہ دو سال سے کرونا کی وبا کی پابندیوں کے باعث مالی میں جلسہ سالانہ کا انعقاد نہ ہو سکا۔ امسال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت کے بعد جماعت احمدیہ مالی کو حکومتی پابندیوں کو ملحوظ خاطر رکھ کر مؤرخہ 25 تا 27 مارچ 2022ء کو ’’حدیقۃ المہدی‘‘ کولیکورو میں اپنے تیرھویں جلسہ سالانہ کے کامیاب اور بابرکت انعقاد کی توفیق ملی۔ امسال جلسہ سالانہ کا موضوع ’’اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ‘‘ تھا۔

تیاری جلسہ سالانہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے جلسہ سالانہ کے انعقاد کی منظوری کے بعد جماعت احمدیہ مالی کی طرف سے سرکاری سطح پر حکومت سے اجازت حاصل کی گئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرم محمد داؤد صاحب کی بطور افسر جلسہ سالانہ مالی 2022ء کے لئے منظوری عطا فرمائی۔ جلسہ کے جملہ کاموں کو 28 مختلف نظامتوں اور ضمنی نظامتوں میں تقسیم کیا گیا اور مختلف میٹنگز کے بعد ہر شعبہ کا کام اس کے سپرد کیا

گیا۔ میٹنگز کے آخر پر مکرم ظفر احمد بٹ صاحب امیر و مشنری انچارج مالی کی طرف سے ناظمین کو تمام ضروری ہدایات دی گئیں اور انہیں دعا کیساتھ کام کے آغاز کرنے کا کہا گیا۔ لجنہ کے حوالے سے انتظامات کے لئے صدر لجنہ نیشنل مالی نے خواتین عہدیداران پر مشتمل ایک ٹیم تشکیل دی۔ مختلف وقار عمل کر کے حدیقہ المہدی جلسہ گاہ کو جلسہ کے لئے تیار کیا گیا۔ ان وقار عمل میں جلسہ گاہ کی صفائی کے علاوہ مردانہ و زنانہ جلسہ گاہیں بنائی گئیں، عارضی رہائش گاہیں تعمیر کی گئیں، جلسہ گاہ کی تزئین و آرائش مختلف قسم کے بینرز اور جھنڈیوں سے کی گئی، عارضی لنگر خانہ تیار کیا گیا اور مختلف شعبہ جات مثلاً بازار، ہیومینیٹی فرسٹ، جماعتی کتب کی نمائش کے حوالے سے عارضی ٹینٹ لگائے گئے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ مالی کو 2017ء میں دارالحکومت بماکو سے تقریباً 50 کلومیٹر کے فاصلے پر اللہ تعالیٰ نے ساڑھے بارہ ہیکٹر زمین بطور جلسہ گاہ کے خریدنے کی توفیق عطا کی تھی۔ جلسہ گاہ میں علاوہ مختلف تعمیرات کے مردانہ جلسہ گاہ کا 40 میٹر چوڑا اور 24 میٹر لمبا مستقل شیڈ تعمیر کیا جا چکا ہے۔

جلسہ سے میں شرکت کے لئے دعوت نامے چھپوا کر حکومتی، نجی، مذہبی اور سماجی شخصیات تک بھجوائے گئے۔ جلسہ سالانہ میں زیادہ سے زیادہ شمولیت کے لئے جلسہ سالانہ کی کثرت کے ساتھ سوشل میڈیا، جماعتی ریڈیوز اور لیف لیٹس کے ذریعہ تشہیر کی گئی۔

جلسہ سالانہ مالی کا آغاز اور پہلا دن

جلسہ سالانہ مالی سے ایک روز قبل مالی کے مختلف ریجنز سے احباب جماعت کے وفود کی آمد کا سلسلہ حدیقۃ المہدی جلسہ گاہ میں جاری ہو گیا۔ جلسہ سالانہ مالی میں شمولیت کے لئے مالی کے ہمسایہ ملک نائیجر سے مکرم صدر مجلس انصار اللہ نائیجر کی سربراہی میں چار رکنی وفد ایک طویل سفر کر کے پہنچا۔

مؤرخہ 25 مارچ بروز جمعۃ المبارک جلسہ سالانہ مالی کے پہلے دن کا آغاز اللہ تعالیٰ کے فضل سے نماز تہجد باجماعت کیساتھ ہوا۔ فجر کی نماز کے بعد درس قرآن کریم ہوا۔ جلسہ سالانہ کے باقاعدہ آغاز سے قبل حسب روایت مکرم ظفر احمد بٹ صاحب امیر و مشنری انچارج مالی نے افسر جلسہ سالانہ اور دیگر مہمانان خصوصی کے ہمراہ جلسہ گاہ کا معائنہ کر کے انتظامات کا جائزہ لیا اور مختلف شعبہ جات کو حسب ضرورت ہدایات دیں۔ جمعہ کی نماز سے قبل اللہ تعالیٰ کے فضل سے مالی کے اکثر ریجنز سے وفود پہنچ چکے تھے اور حدیقۃ المہدی جمعہ کی نماز سے قبل امام مہدی علیہ السلام کے جانثاران پر مشتمل ایک چھوٹے شہر کا منظر پیش کر رہا تھا۔

جمعہ کا خطبہ مکرم عمر معاذ صاحب کولیبالی نائب امیر جماعت احمدیہ مالی نے پڑھایا جس کے بعد نماز جمعہ اور عصر ادا کی۔ اپنے خطبہ میں انہوں نے جلسہ سالانہ کی اہمیت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہدایات کی روشنی

میں بیان کیا۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد تمام حاضرین جلسہ سالانہ مالی نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ لائیو بمبارا زبان میں ترجمہ کیساتھ سنا۔

شام 4 بج کر 15 منٹ پر نعرہ ہائے تکبیر اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ کی گونج میں لوائے احمدیت لہرا کر مکرم ظفر احمد بٹ صاحب امیر و مشنری انچارج مالی کے جلسہ سالانہ کا باقاعدہ آغاز کیا۔ مالی کا جھنڈا مکرم عمر معاذ صاحب کولیبالی نائب امیر جماعت احمدیہ مالی نے لہرایا۔ پرچم کشائی اور دعا کے فوراً بعد جلسہ سالانہ مالی کے افتتاحی سیشن کا آغاز ہوا۔

اس سیشن کی صدارت مکرم امیر صاحب مالی نے فرمائی۔ حسب روایت تلاوت قرآن کریم کیساتھ آغاز ہوا قصیدہ کے بعد مکرم محمد داؤد صاحب نے جلسہ سالانہ کے مہمانان جس میں اعلیٰ حکومتی اور نجی شخصیات بھی شامل تھیں کو خوش آمدید کہا اور ان کا آمد پر شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد مکرم مولانا ظفر احمد بٹ صاحب امیر و مشنری انچارج مالی نے افتتاحی خطاب فرمایا۔ اپنے خطاب میں آپ نے جلسہ سالانہ کے موضوع ’’اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ‘‘ پر قرآن کریم، حدیث، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے کرام کے ارشادات کی روشنی میں تفصیل سے روشنی ڈالی۔ افتتاحی خطاب کے بعد معزز مہمانان کرام اور حکومتی شخصیات نے اپنے تأثرات کا اظہار کیا اور جلسہ کے انتظامات کی تعریف کی۔ دعا کے بعد افتتاحی سیشن کا اختتام ہوا اور نماز مغرب و عشاء ادا کی گئیں۔ رات کے کھانے کے بعد جماعت احمدیہ مالی پر سال بھر ہونے والے اللہ تعالیٰ کے افضال کو شاملین جلسہ کو ویڈیو پریذنٹیشن کے ذریعہ دکھایا گیا جسے احباب جماعت نے بہت پسند کیا۔

جلسہ سالانہ مالی کا دوسرا دن

مؤرخہ 26 مارچ 2022ء بروز ہفتہ جلسہ سالانہ مالی کے دوسرے دن کا آغاز اللہ تعالیٰ کے فضل سے نماز تہجد باجماعت کیساتھ ہوا۔ فجر کی نماز کے بعد حاضرین جلسہ سالانہ نے درس قرآن کریم سنا جس کو مکرم محمد دومبیا صاحب لوکل مشنری نے پیش کیا۔

دوسرے دن کے پہلے سیشن کا آغاز 9 بجے تلاوت قرآن کریم

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

کیساتھ ہوا۔ اس سیشن کی صدارت مکرم صدر صاحب مجلس انصار اللہ نائیجر نے فرمائی۔قصیدہ کے بعد علمائے کرام جن میں مکرم عبدالوھاب صاحب دامبلے لوکل مشنری نے ’’وصیت ایک روحانی نظام‘‘، مکرم عمر معاذ صاحب کولیبالی نائب امیر جماعت احمدیہ مالی نے’’ نماز اصلاح نفس کا ذریعہ‘‘، مکرم مستنصر حسین صاحب مبلغ سلسلہ نے’’ شہدائے احمدیت‘‘اور مکرم محمد لامین کوناتے صاحب معلم سلسلہ نے ’’شرائط بیعت اور ہماری ذمہ داریاں‘‘ کے عناوین پر تقاریر کیں۔ان تقاریر کے بعد معزز مہمانان کرام نے اپنے تأثرات کا اظہار کیا۔سیشن کے اختتام کے بعد نماز ظہر اور عصر ادا کی گئی۔

دوسرے دن کے دوسرے سیشن کا آغاز حسب روایت تلاوت قرآن کریم کیساتھ ہوا۔ اس سیشن کی صدارت مکرم عمر معاذ صاحب کولیبالی نائب امیر جماعت احمدیہ مالی نے کی۔نظم کے بعد پہلی تقریر مکرم احمد کوکینا صاحب لوکل مشنری نے ’’سماجی تقاریب کو منانے کا اسلامی طریق‘‘ کے عنوان پر کی۔ اس کے بعد مکرم سعید تراؤرے صاحب لوکل مشنری نے ’’خلافت، عبادت الٰہیہ کو قائم کرنے کا ذریعہ‘‘ کے عنوان پر کی۔مہمانان کے تأثرات کے بعد اس سیشن کا اختتام ہوا۔ نماز مغرب اور عشاء ادا کی گئیں۔ رات کے کھانے کے بعد مجلس سوال و جواب کا انعقاد کی گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و خوبی دوسرے دن کا اختتام ہوا۔

جلسہ سالانہ مالی کا تیسرا دن

مؤرخہ 27مارچ 2022ء بروز اتوار جلسہ سالانہ مالی کے تیسرے دن کاآغاز نماز تہجد باجماعت کیساتھ ہوا۔ فجر کی نماز کے بعد درس قرآن کریم مکرم سایو تراؤرے صاحب لوکل مشنری نے پیش کیا۔

جلسہ سالانہ مالی کے آخری سیشن کا آغاز تلاوت قرآن کریم کیساتھ صبح وقت مقررہ پر 9 بجے ہوا۔ اس سیشن کی صدرارت مکرم مولانا ظفر احمد بٹ صاحب امیر و مشنری انچارج مالی نے فرمائی۔ نظم کے بعد دو تقاریر جن میں مکرم ادریس کولیبالی صاحب لوکل مشنری نے ’’وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے‘‘ اور مکرم عمر معاذ صاحب کولیبالی نائب امیر جماعت احمدیہ مالی نے ’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات‘‘ کے عناوین پر کیں۔ ان تقاریر کے بعد مختلف نومبائعین نے تائیدی نشانات جنھیں دیکھ کر انہیں بیعت کرنے کی توفیق ملی، بیان کیئے۔ ان ایمان افروز واقعات کے بیان کے بعد تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابیاں پانے والے طلباء میں اسناد تقسیم کی گئیں۔اس کے بعد لجنہ اماء اللہ کے گروپ نے قصیدے پیش کیئے۔

جلسہ سالانہ مالی کا اختتامی خطاب مکرم مولانا ظفر احمد بٹ صاحب امیر و مشنری انچارج مالی نے فرمایا۔ اپنے خطاب میں انہوں نے حاضرین جلسہ سالانہ کو عبادت کے معیار بلند کرنے، خلافت احمدیہ سے مضبوط تعلق پیدا کرنے،نظام جماعت کی اطاعت اور رمضان المبارک کے مہینے کے حوالے سے قرآن کریم، احادیث، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء احمدیت کے ارشادات کی روشنی میں نصائح کیں۔ اختتام سے قبل مکرم امیر صاحب نے تمام معزز مہمانان کرام، کارکنان جلسہ سالانہ اور تمام حاضرین جلسہ کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے جلسہ سالانہ مالی کو ہر لحاظ سے کامیاب کیا۔ پر سوز اختتامی دعا کے بعد نماز ظہر و عصر ادا کی گئیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے بے شمار رحمتوں و فضلوں کو سمیٹتا ہوا جلسہ سالانہ مالی اپنے اختتام کو پہنچا۔

دوپہر کے کھانے کے بعد مختلف علاقوں سے آئے ہوئے احباب جماعت کے وفود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حاضرین جلسہ سالانہ کے لئے کی گئی دعاؤں سے اپنی جھولیوں کو بھرتے ہوئے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔

جلسہ سالانہ کی حاضری

جلسہ سالانہ مالی 2022ء میں مالی کے 29 ریجنز کے 327 مختلف مقامات کے 5496 مرد و خواتین شامل ہوئے۔ ان کے علاوہ ہمسایہ ممالک نائیجر کے وفد کے علاوہ بورکینا فاسو اور آئیوری کوسٹ کے احباب جماعت نے بھی جلسہ میں شرکت کی۔ اسی طرح 360 سے زائد غیر از جماعت احباب شامل ہوئے جن میں اکثر امام، چیف آف ویلج اور مختلف دیہات کے نمائندگان تھے جو پہلی بار جلسہ سالانہ میں شامل ہو رہے تھے۔

بیعتیں

جلسہ سالانہ میں بہت بڑی تعداد میں غیر از جماعت افراد شامل ہوئے اور جلسہ سالانہ کے روحانی ماحول کا ان پر گہرا اثر ہوا جس پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ کے دوران 124 افراد کو احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق ملی۔

پریس اینڈ میڈیا

جلسہ سالانہ مالی کے آغاز سے قبل ملک کے مختلف ٹیلیویژن، ریڈیو اسٹیشنز، اخبارات، رسائل اور آن لائن اخبارات کے نمائندوں کو دعوت دی گئی۔جس پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملکی میڈیا و پریس کے نمائندے بڑی تعداد میں جلسہ میں شامل ہوئے۔ جلسہ

بقیہ صفحہ 9 پر

چھوٹی مگر سبق آموز بات

ایفائے عہد

اسلام کی جامع تعلیم میں ایفائے عہد پر بہت زور دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں وعدوں کی پاسداری سے متعلق فرماتا ہے:۔ اَوۡفُوۡا بِالۡعَهۡدِ اِنَّ الۡعَهۡدَ كَانَ مَسۡـُٔوۡلًا (سورۃ بنی اسرائیل آیت 35)

مرسلہ: بشریٰ نذیر آفتاب۔ سسکاٹون، کینیڈا

طلوع و غروب آفتاب

12 مئی 2022ء

		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:20	18:50
مدینہ منورہ	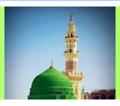	04:14	18:57
قادیان		04:02	19:16
ربوہ		03:42	18:56
اسلام آباد ٹلفورڈ		03:48	20:42

فقہی کارنر

عقیقہ کے واسطے کتنے بکرے مطلوب ہیں ؟

ایک صاحب کا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی خدمت میں سوال پیش ہوا کہ اگر کسی کے گھر لڑکا پیدا ہو تو کیا یہ جائز ہے کہ وہ عقیقہ پر صرف ایک بکرا ہی ذبح کرے؟

فرمایا:۔عقیقہ میں لڑکے کے واسطے دو بکرے ہی ضروری ہیں۔ لیکن یہ اس کے واسطے ہے جو صاحب مقدرت ہے۔ اگر کوئی شخص دو بکروں کے خریدنے کی طاقت نہیں رکھتا اور ایک خرید سکتا ہے تو اس کے واسطے جائز ہے کہ ایک ہی ذبح کرے اور اگر ایسا ہی غریب ہو کہ وہ ایک بھی قربانی نہیں کرسکتا تو اس پر فرض نہیں کہ خواہ مخواہ قربانی کرے۔ مسکین کو معاف ہے۔ (بدر 26 دسمبر 1907ء صفحہ 2)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)